عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

## احکام عیدالاضحیٰ

جلد: ۴۰ | ۶ تا ۲۱/ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۳۱/جولائی ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۲۸/۲۷

موتُ العالِمِ موتُ العالَمِ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے امیر مرکزیہ

# حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کا سانحۂ ارتحال

## حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبتوں کے امین

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## والد کی وراثت میں بیٹی کا حصہ

س:...... میرے تایا کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کو وراثت میں جو دینا تھا وہ میں نے اس کی شادی پر خرچ کردیا (یعنی شادی کا خرچہ اور جہیز وغیرہ) اور یہ کہ ہمارے خاندان میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ لڑکی کو میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا، جو بھی اس کو دینا ہو وہ شادی پر لگا دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں کہ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

ج:...... بیٹی کو محض جہیز دے دینے سے میراث سے اس کا حق شرعی ختم نہیں ہوتا۔ اس لئے والد کے بیٹی کو جہیز وغیرہ دینے کے باوجود بھی والد کے انتقال کے بعد بیٹی میراث میں سے اپنے شرعی حصے کی حق دار ہوگی اور دیگر ورثا پر لازم ہوگا کہ وہ اس کو شرعی حصہ کا مالک و قابض بنا کر اس کے حوالہ کردیں، ایسا نہ کرنے کی صورت میں دیگر ورثا سخت گناہ گار ہوں غاصب اور ظالم شمار ہوں گے۔

## اولاد میں ترکہ کی تقسیم

س:...... میرے والد نے اپنی زندگی میں ایک مکان بنوایا تھا اور اس میں میں نے بھی پیسہ لگایا تھا، اب والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ ورثا میں ایک بیوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ شریعت کے مطابق ہر ایک کا کتنا حصہ ہوگا؟ اور کیا میں نے جو مکان پر خرچہ کیا تھا وہ وصول کرسکتا ہوں؟ اگر وصول کرسکتا ہوں تو آج کے حساب سے وصول کروں یا جس وقت لگایا تھا اس حساب سے لینا ہوگا؟ اس کی تفصیل بھی بتادیں۔

ج:...... اگر آپ نے مکان میں پیسہ والد صاحب کے تعاون کے طور پر لگایا تھا جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو اس صورت میں وہ خرچہ آپ وصول نہیں کرسکتے۔ ہاں اگر بطور قرض یہ رقم والد صاحب کو دی تھی اور اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں تو ایسی صورت میں جتنا پیسہ آپ نے اس وقت مکان پر خرچ کیا تھا بس اسی قدر ہی وصول کرسکتے ہیں، کیونکہ یہ قرض تھا اس کی واپسی بھی اسی قدر ہوگی جس قدر دیا گیا تھا۔ آج کی مالیت کا حساب نہیں ہوگا۔ باقی مرحوم کے کُل ترکہ کو ۴۸ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے ۶ حصے بیوہ کو اور ۱۴، ۱۴ حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو اور ۷، ۷ حصے مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔

## عورتوں کا مردوں کی وضع قطع اختیار کرنا

س:...... کیا اسلام میں عورتوں کے لئے مردوں جیسا لباس پہننا منع ہے؟ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے پہننا پڑے تو کیا حکم ہے؟ مثلاً نوکری وغیرہ کی وجہ سے پہننا ضروری ہو؟

ج:...... جس طرح مردوں کے لئے عورتوں کی طرح کا لباس پہننا ناجائز ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مردوں کی سی وضع قطع بنانا یا اس طرح کا لباس پہننا ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے والی عورتوں اور مردوں پر سخت وعید اور لعنت بیان فرمائی ہے، لہٰذا اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر کہیں نوکری کی وجہ سے مجبوراً پہننا پڑے تو توبہ واستغفار کرتے رہیں اور ایسی جگہ نوکری کی تلاش جاری رکھیں جہاں بے پردگی اور ناجائز امور کو اختیار نہ کرنا پڑے۔

واللہ اعلم بالصواب

# ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۔ ۶ تا ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۳۱ جولائی ۲۰۲۱ء ۔ شمارہ: ۲۷-۲۸



سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا سانحۂ ارتحال | ۴ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| حضرت بنوریؒ کی نسبتوں کے امین! | ۶ | مولانا مفتی خالد محمود |
| حضرت الاستاذ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ | ۱۳ | مفتی سیّد عدنان کاکاخیل |
| مجسمۂ شفقت، پیکرِ محبت ...... | ۱۵ | مولانا محمد شفیع چترالی |
| مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی یاد | ۱۷ | مولانا بدرالحسن قاسمی |
| یادگارِ اسلاف حضرت ڈاکٹر صاحبؒ | ۱۹ | ابومعاویہ محمد معین الدین ندوی |
| حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے مواعظ..... | ۲۰ | مولانا محمد قاسم |
| احکام عیدالاضحیٰ | ۲۲ | مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ |
| تحفظ ختم نبوت کانفرنس، کوئٹہ | ۲۵ | مولانا محمد رضوان |


### ضروری اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ نمبر ۲۷، ۲۸ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

### زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

**WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
**Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.**


بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ

# حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

شہر کراچی میں چند علماء کرام ایسے گزرے ہیں جن کی دینی خدمات کا ایک عالم معترف ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ اور محدث العصر حضرت مولانا علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ۔ ان میں حضرت بنوریؒ، محدث الزماں حضرت اقدس مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے خاص شاگرد اور ان کے علوم کے وارث و امین تھے۔ متحدہ ہندوستان کی سرزمین پر جب فتنۂ قادیانیت نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی کے لئے علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ کو اللہ تعالیٰ نے خاص درد و تڑپ عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ مجلس احرارِ اسلام نے جب قادیانیت کا تعاقب شروع کیا تو لاہور میں امام الاولیاء حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کی دعوت پر انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں پانچ سو علماء کرام کی موجودگی میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کو امیر شریعتؒ کا خطاب عنایت فرما کر محاذ ختم نبوت کا امام مقرر کیا اور خود ان کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کی۔ غالباً حضرت اقدس بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ان بیعت کرنے والوں میں پانچویں نمبر پر میں تھا، حسنِ اتفاق دیکھئے کہ قیامِ پاکستان کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا تو امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس کے پہلے امیر منتخب ہوئے، دوسرے امیر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، تیسرے امیر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، چوتھے امیر مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ تھے، پھر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ عارضی طور پر امیر بنائے گئے، مگر انہوں نے اپنے عوارض کی بنا پر مستقل امارت سے معذرت کر لی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پانچویں مستقل امیر محدث العصر، جانشین علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ منتخب ہوئے۔

انہی حضرت سیّد بنوریؒ کے عظیم شاگرد، خصوصی تلمیذ، ان کے سفر و حضر کے خادم خاص، ان کے علوم کے وارث و امین، ان کے مسند نشین و جانشین اور ان کے نقشِ ثانی ہمارے مخدوم اور مخدوم العلماء، استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ۱۹/ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ، مطابق ۳۰/جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ ظہر کی نماز کے وقت کراچی کے انڈس ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک چلائی گئی تو جہاں قومی اسمبلی میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ پوری امت کی نمائندگی کر رہے تھے وہیں پارلیمنٹ سے باہر عوامی جلسے جلسوں میں اس تحریک کے قائد، کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے

سربراہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔ آپ کی قیادت میں یہ تحریک فیصلہ کن ثابت ہوئی اور قادیانی آئین پاکستان میں غیر مسلم تسلیم کئے گئے۔ اس موقع پر قادیانیوں نے پوری اسمبلی کو گمراہ کرنے کے لئے اپنا جو مؤقف پیش کیا تھا، اس کا جواب اور تمام مسلمانوں کا متفقہ مؤقف مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے پیش فرمایا، جو ’’قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا مؤقف‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اس مؤقف کی تیاری کے لئے حضرت بنوریؒ نے راولپنڈی میں قیام فرمایا، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مناظرِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ایسے حضرات نے حوالہ جات فراہم کئے، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اسے ترتیب دے کر لکھا اور قومی اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اسے پڑھا۔ اس کتاب نے قومی اسمبلی کے معزز اراکین کے لئے قادیانی فتنہ کو سمجھنے میں اکسیر کا کام کیا، کتاب کا عربی ترجمہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ نے کیا اور حضرت بنوریؒ نے یہ کتاب لے جا کر عرب دنیا میں تقسیم فرمائی، جس سے عرب حضرات قادیانی فتنہ سے خبردار ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ۱۹۸۱ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے تھے، تب سے آپ کے ساتھ تعلق رہا۔ اس چالیس سالہ دور میں اندرون و بیرون ملک کئی اسفار، تحریکوں اور مختلف مواقع میں ہم شریک رہے۔ میں عند اللہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو کبھی کسی پر غصہ ہوتے نہیں دیکھا۔ آپ انتہائی نیک سیرت، فرشتہ صفت، حسن اخلاق و بلندیٔ کردار کی معراج پر فائز، ملنسار اور مہربان شخصیت تھے۔ ختم نبوت کی تحریکوں میں آپ کا وجود مسعود ہمارے لئے بہت سی کامیابیوں کی نوید کا باعث بنتا رہا۔ موجودہ حکومت کی قادیانیت نوازی ہو یا اس سے پہلے میاں محمد نواز شریف، آصف علی زرداری صاحب، جنرل پرویز مشرف کے ادوارِ حکومت میں قانون ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کی آئینی شقوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہو، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہر بار کامیابیاں میٹنگ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پہرہ داری پر کبھی آنچ نہیں آنے دی۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سفر و حضر میں حضرت بنوریؒ کے رفیق و خادم ہوا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت بنوریؒ آپ کو امام بناتے۔ آج حضرت ڈاکٹر صاحبؒ وصال فرما کر جب قبر میں اتارے جا رہے تھے تو آپؒ کی قبر مغرب کی جانب بنی ہے۔ حضرت بنوریؒ اور آپ کے رفقاء کی قبروں کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، پھر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، ان کے بعد حضرت اقدس بنوریؒ کی قبر ہے اور پھر ان کے صاحبزادہ مولانا سیّد محمد بنوری شہیدؒ کی قبر۔ پانچویں قبر حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی ان سب سے آگے اور مغرب کی جانب بنی ہے۔ میں اسے یوں تعبیر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ جیسے حضرت بنوریؒ کی زندگی میں ان کی نمازوں کے امام تھے، آج اللہ تعالیٰ نے بعد از مرگ بھی آپ کی قبر کو امام کی جگہ بنا دیا ہے، گویا اس وقت بھی امام کی ڈیوٹی پر فائز ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ حضرت بنوریؒ کے عاشق زار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس محبّ صادق کو اپنے محبوب شیخ کا پرتو بنا دیا تھا اور شیخ کی نسبتیں ان میں منتقل ہوئی تھیں۔ انہی نسبتوں کا اثر ہے کہ آپؒ کو اپنے شیخ کے ساتھ کئی مناسبتیں بھی حاصل ہو گئیں۔ ایک یہ کہ حضرت بنوریؒ وفات کے وقت جامعہ علوم اسلامیہ کے رئیس اور شیخ الحدیث تھے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے۔ اسی طرح حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی بوقت وصال جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم و شیخ الحدیث تھے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ بھی تھے۔ اسی طرح ان ہر دو حضرات کا سانحہ ارتحال ماہ ذوالقعدہ میں ہوا۔

’’خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را‘‘

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

## حضرت بنوریؒ کی نسبتوں کے امین

# حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مفتی خالد محمود

۳۰؍ جون ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۹؍ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ بروز بدھ عین دوپہر کے وقت جب نصف النہار کا سورج پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا اس وقت علم وعمل کا ایک تابناک آفتاب غروب ہو رہا تھا، یعنی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس و شیخ الحدیث ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس کے صدر، اقرأ روضۃ الاطفال کے صدر، حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام نسبتوں کے امین، سراپا شفقت ومحبت، مجسم علم وعمل، پیکر تواضع حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دوپہر ڈیڑھ بجے کے قریب اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئے۔ اِنا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ راجعون، اِن لِلّٰہِ ما اخذَ وَ لہٗ ما اَعْطٰی وَکل شیئٍ عندہ باجل مسمّٰی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب علم کی آبرو تھے، ان کی زندگی لوگوں کے لئے منارۂ نور تھی، ان کا وجود مدارس اور اہل مدارس کے لئے وقار کا باعث تھا، ان کے دم قدم سے اصلاح وارشاد کی شمعیں روشن اور تربیت کی محفلیں آباد تھیں، شکستہ اور مجروح دل ان کے انفاس سے مرہم پاتے اور بے کس و درماندہ افراد ان کے سایۂ عاطفت میں پناہ لیتے، وہ زندگی بھر شمع کی مانند خود پگھلتے رہے مگر دوسروں کو روشنی بخشتے رہے، خود جلتے رہے مگر دوسروں کو جلا بخشتے رہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی جامعیت سے نوازا تھا۔ آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی کمالات کے اتنے متنوع پہلو رکھے تھے اور ہر پہلو اتنا کمال رکھتا تھا کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان اوصاف میں کلیدی حیثیت کس کو حاصل ہے، لیکن شفقت ومحبت اور شرافت ونجابت کو آپ کے اوصاف میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے، ان سب اوصاف و کمالات کے باوجود تواضع اور عاجزی بھی آپ میں حد درجہ پائی جاتی تھی، خودنمائی اور خودستائش سے کوسوں دور تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبیت سے بھی خوب نوازا تھا، اور دنیا آپ کی معترف تھی، اسی محبوبیت کی بناء پر آپ کی مقناطیسی شخصیت نے ایک عالم کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ایک دنیا آپ کی دیوانی تھی جس کا عظیم الشان مظاہرہ آپ کے جنازے کے موقع پر دیکھنے میں آیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے لئے ایک مضمون میں لکھا تھا:

’’ہمارے شیخ چلے گئے، لیکن آہ ملت کا صبر وسکون بھی ساتھ لے گئے۔ آج کون اشکبار نہیں؟ کون دل فگار نہیں؟ مدرسہ میں کہرام ہے کہ اس کے محبوب بانی چپکے سے چلے گئے، دار الحدیث کے در و دیوار پکار رہے ہیں کہ شیخ بنوری کے لحن میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سحر آفریں آواز تھی، بند ہوگئی۔ ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ اپنی یتیمی پر نوحہ کناں ہے کہ اس کے امیر وقافلہ سالار بچھڑ گئے۔ مدارس عربیہ کی تنظیم ’’وفاق المدارس‘‘ میں گھر گھر ماتم ہے کہ اس کے بانی وصدر رخصت ہوگئے، اسلامی نظریاتی کونسل پر سکوت مرگ طاری ہے کہ اس کی روح نکل گئی۔ اہل قلوب مضطرب ہیں کہ:

’’وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے‘‘

اہل نظر تصویر حیرت ہیں کہ متاع

دین ودانش لٹ گئی، علماء مبہوت ہیں کہ علم و فقاہت کی بساط الٹ گئی۔ دانشوروں کو غم ہے کہ فضیلت وسیادت کی مسند خالی ہوگئی۔ اہل حق سراسیمہ ہیں کہ ان کی ڈھال چھن گئی۔ یتیموں اور بے کسوں کو صدمہ ہے کہ ان کا مشفق و مربی اٹھ گیا۔ عالم اسلام مغموم ہے کہ ملت ایک دیدہ ور رہنما سے محروم ہوگئی۔‘‘

(شخصیات وتاثرات،جلد۱،ص۱۵)

حضرت لدھیانوی نے یہ الفاظ اگرچہ حضرت بنوریؒ کے لئے تحریر فرمائے ہیں مگر جو شخصیت حضرت بنوری کی نسبتوں کی جامع ہے اور حضرت ہی کے تربیت یافتہ ہیں (حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ) بار بار یہ الفاظ پڑھئے،ایک ایک حرف ان پرصادق آرہا ہے (اسلامی نظریاتی کونسل کی جگہ اقرأ روضۃ الاطفال پڑھا جائے)۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب کے لئے ہی لکھے گئے ہیں اوران کا ہی مرثیہ پڑھا جارہا ہے۔کیوں نہ ہوکہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اپنے شیخ کے رنگ میں رنگے جاچکے تھے اورایک جان دوقالب کا مصداق بن چکے تھے،حضرت بنوریؒ کی زندگی کاایک ایک عکس حضرت ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں جھلکتا تھا۔

**خاندان، پیدائش:**

حضرت ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب ۱۹۳۵ء میں ضلع ایبٹ آباد کے گاؤں کوکل کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔اس گاؤں میں مولانا اسماعیل صاحب ہوتے تھے جو دیوبند کے فاضل تھے، بڑے علماء میں سے تھے،ان کا نحو کا سبق مشہور تھا،انہیں سیبویہ ثانی کہا جاتا تھا، دور دور سے علماء کافیہ پڑھنے اس گاؤں میں آتے تھے۔آپ کے والد محترم سکندر خان ولد زمان خان صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، آپ باقاعدہ عالم تو نہیں تھے لیکن علماء کی صحبت میں خوب بیٹھے تھے اوران سے دین کی باتیں سن سن کر معلومات اتنی مستحضر تھیں کہ بہت سے علماء آپ سے محتاط انداز سے گفتگو کرتے تھے کیوں کہ غلط بات پر آپ ٹوک دیا کرتے تھے، آپ بڑے وجیہہ اور سمجھدار تھے ، گاؤں کے لوگ آپ کے پاس اپنے معاملات لے کرآتے اور آپ کے فیصلوں سے مطمئن ہوکر جاتے نماز باجماعت کی پابندی، تلاوت قرآن مجید، ذکرِ الٰہی ، صلہ رحمی، اصلاح ذات البین ، رافت و شفقت اور ضعفاء کی خبر گیری ان کے خصوصی اوصاف تھے،مسجد کی خدمت وتعمیر سے بہت شغف تھا۔

**تعلیم:**

ڈاکٹر صاحب نے حسب معمول گاؤں میں ہی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی،اس کے بعد میٹرک تک اسکول کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، ہری پور کے مدرسہ دارالعلوم چوہڑ شریف میں آپ نے دو سال تعلیم حاصل کی اور دو سال احمد المدارس سکندر پور میں پڑھا،اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے ۱۹۵۲ء میں کراچی تشریف لائے اور دار العلوم نانک واڑہ میں داخلہ لیا،اس وقت کراچی میں یہی ایک بڑا مدرسہ تھا، جہاں مفتی محمد شفیع صاحب کے علاوہ مفتی ولی حسن ٹونکی،مولانا بدیع الزماں، مولانا سحبان محمود اور دیگر بڑے اساتذہ کرام پڑھایا کرتے تھے،درجہ رابعہ سے سادسہ تک کی کتابیں آپ نے اسی دار العلوم نانک واڑہ میں پڑھیں۔ ۱۹۵۵ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں درجہ سابعہ میں داخلہ لیا جواس وقت مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔۱۹۵۶ء میں آپ نے جامعہ علوم اسلامیہ (مدرسہ عربیہ اسلامیہ) سے سند فراغت حاصل کی۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا عبدالحق نافع،مولانا لطف اللہ، مولانا عبدالرشید نعمانی،مولانا سحبان محمود،مولانا مفتی ولی حسن،مولانا بدیع الزماں جیسے اکابر علماء آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

۱۹۶۲ء میں آپ اپنے شیخ حضرت بنوریؒ کے حکم پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔اسی مدینہ منورہ کی تعلیم کے دوران آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

ایک مرتبہ مصر کی المجلس الاعلی بشئون الاسلامیہ کے رئیس پاکستان تشریف لائے ، مختلف مدارس کا دورہ کیا ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن بھی تشریف لائے، مدرسہ کا معائنہ کیا مختلف شعبہ جات دیکھے۔ معائنہ کے دوران ڈاکٹر صاحب متکلم کے فرائض انجام دے رہے تھے اور طلبا و اساتذہ کے اجتماع میں کلمات ترحیب اور خطبہ استقبالیہ بھی ڈاکٹر صاحب نے ہی پیش کیا۔وہ جامعہ کی کارکردگی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے بھی بہت متاثر ہوئے اور اپنے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ میں مصر حکومت اور اپنے ادارہ کی

طرف سے اس جامعہ کے لئے چار طلباء کو جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی میں داخلے کی منظوری دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان میں پہلا داخلہ استاد عبدالرزاق کا ہوگا اور یہ بھی کہا کہ ہم داخلہ دیتے ہیں لیکن ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ طالب علم اپنا ٹکٹ خود خریدتا ہے لیکن ہم خاص طور پر دو ٹکٹ بھیجیں گے ایک استاد عبدالرزاق کے لئے دوسرا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ ان کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے۔

اس اعلان کے کچھ عرصہ بعد حضرت بنوری رحمہ اللہ کا اسلام آباد جانا ہوا۔ چونکہ مصر کی حکومت سے اچھے تعلقات تھے تو مصر کے سفارت خانہ بھی گئے وہاں ویزہ کے ساتھ دو ٹکٹ بھی آئے ہوئے تھے جوانہوں نے حضرت بنوریؒ کے حوالہ کردیئے۔ اس طرح ۱۹۷۲ء میں حضرت بنوریؒ خود حضرت ڈاکٹر صاحب کو مصر لے کر گئے اور مشفق والد کی طرح آپ کا وہاں داخلہ کرواکر آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے چار سال وہاں تعلیم حاصل کی اور ”عبداللہ بن مسعود امام الفقہ العراقی“ کے عنوان سے مقالہ تحریر فرمایا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

تدریس:

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ابھی دورۂ حدیث سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ حضرت بنوری قدس سرہ نے آپ کا جامعہ میں بحیثیت مدرس تقرر کردیا۔ اس وقت سے لے کر آخر دم تک جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ درمیان میں مدینہ یونیورسٹی میں اور جامعہ ازہر میں تعلیم کے حصول کے لئے تشریف لے گئے وہ بھی اپنے شیخ اور استاد کے حکم پر۔ گویا اس دوران جامعہ سے چھٹی لے کر گئے اور وہاں سے فارغ ہوتے ہی دوبارہ جامعہ تشریف لے آئے اور جامعہ سے اور اپنے شیخ سے وفا نبھانے کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

حضرت بنوریؒ سے تعلق:

محدث العصر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ڈاکٹر صاحب کو انتہائی والہانہ تعلق تھا جو آپ کے دار العلوم ٹانک واڑہ میں دور طالب علمی سے شروع ہوا تھا اور آخر وقت تک رہا بلکہ ہر گزرنے والا لمحہ اس تعلق میں اضافہ ہی کرتا رہا۔ سفر وحضر میں حضرت کی خدمت کرنا اور ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہنا آپ کا معمول تھا۔ یہ تعلق کس طرح پیدا ہوا خود ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں پڑھئے:

”حضرت بنوری رحمۃ اللہ کے وفات سے تقریباً ۲۵، ۲۶ سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں دار العلوم ٹانک واڑہ کراچی میں زیر تعلیم تھا، دار العلوم میں ایک جلسہ ہوا، جس میں بہت سی بزرگ علمی شخصیات کا اجتماع ہوا، جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا مفتی ولی حسن اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع جیسے حضرات تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے، خوبصورت اور نورانی چہرہ، نہایت بارعب اور پر کشش شخصیت، خوبصورت اور صاف ستھرا جبہ زیب تن، سر پر لنگی اور کلاہ پہنے، سب حضرات نے اٹھ کر ان کا پرتپاک استقبال فرمایا، یہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور یہ میرے لئے آپ کی زیارت کا پہلا موقع تھا، اور اسی زیارت سے آپ سے قلبی تعلق قائم ہوگیا، اس کے بعد محترم مولانا محمد طاسین صاحب کی قیام گاہ مجلس علمی میں کئی بار زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا، اور جب آپ نے محرم ۱۳۷۴ھ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کی بنیاد ڈالی تو انہی دنوں سعودی عرب کے سابق سفیر مرحوم شیخ عبدالحمید الخطیب نے جامع مسجد نیو ٹاؤن میں عشاء کے بعد ”عربی کلاس“ کا افتتاح کیا، اور میرے استاد محترم مرحوم ڈاکٹر امین مصری نے اس مرکز میں تدریس کا فرض میرے سپرد کیا، میں روزانہ دار العلوم ٹانک واڑہ سے اس مرکز میں عربی پڑھانے آتا اور یہاں سے فارغ ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا، نہایت شفقت فرماتے، میں عرض کرتا کہ حضرت آپ درجہ تکمیل کے ساتھ دورہ حدیث اور موقوف علیہ کا درجہ بھی جاری فرمائیں، تاکہ ہم لوگ بھی داخلہ لے سکیں۔ (اس وقت تک حضرت کے مدرسہ میں صرف درجہ تکمیل کا اجراء ہوا تھا)۔ تو فرماتے کہ ان شاء اللہ! جلد ہی شروع کریں گے، چنانچہ یہ عربی مرکز تقریباً ایک سال تک اس قرب کا ذریعہ بنا رہا۔

پھر ایک سال بعد جب آپ نے دورہ حدیث اور موقوف علیہ کے درجے کا افتتاح فرمایا اور یہ خادم بھی مدرسہ میں منتقل ہوگیا تو ہر وقت شیخ کو دیکھنے، سننے اور علمی استفادہ کا موقع مل گیا، نماز میں آپ کے ساتھ رہتا، عصر کے بعد اساتذہ کے ساتھ

مجلس فرماتے تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دیتا، جب کہ میرے ساتھی ٹہلنے کے لئے باہر نکل جاتے۔ آپ کبھی کسی دوست کے ہاں تشریف لے جاتے تو خادم ساتھ ہوتا، جب آپ کے گھر والے ٹنڈو الہ یار سے منتقل ہو کر کراچی آگئے تو گھر کی ضروریات خریدنے آپ ہفتہ میں ایک بار بازار خود تشریف لے جاتے، خادم بھی ساتھ ہوتا، کبھی تنہا مجھے بھیج دیتے، اس قرب اور شفقت کا یہ اثر تھا کہ باہر سے آنے والے ناواقف حضرات اس خادم کو آپ کے گھر کا ایک فرد سمجھتے۔ تعلیم کے دوران ایک دن بھی آپ کے درس سے غیر حاضر نہیں رہا، درجہ تکمیل وتخصص کے امتحان سے پہلے ہی آپ نے مجھے مدرسہ میں مدرس مقرر کرنے کا فیصلہ فرمالیا۔

آپ کے ساتھ اندرون ملک، حرمین شریفین، مصر اور مشرقی افریقہ کے بہت سے سفر کرنے اور خدمت کا شرف نصیب ہوا، یہ تمام اُمور میں نے خودستائی کے لئے نہیں، بلکہ یہ واضح کرنے کے لئے ذکر کیے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا کتنا گہرا اور تادیر تعلق رہا ہے۔"

(بینات حضرت بنوریؒ نمبر: ص ۴۱۰-۴۱۱)

حضرت ڈاکٹر صاحب کا معمول تھا کہ عصر کی نماز سے ایک گھنٹہ قبل حضرت بنوری کے در دولت پر حاضر ہو جاتے، خاص انداز سے دستک دیتے، حضرت سمجھ جاتے کہ عبدالرزاق آیا ہے، دروازہ حضرت خود کھولتے ، ڈاکٹر صاحب حضرت کی کتابیں صاف کرتے، کاغذات درست کرتے اور دیگر امور خدمت انجام دیتے ، یہ روزانہ کا معمول تھا۔

جامعہ ازہر مصر میں تو حضرت بنوریؒ اپنے ساتھ خود لے کر گئے اور آپ کا داخلہ کرایا، حضرت ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی تو تمام مناسک حج حضرت بنوری رحمہ اللہ کی راہنمائی میں ادا کئے اور حضرت نے بھی ہر چیز تفصیل سے سمجھائی اور سنن ومستحبات کے ساتھ عام آداب تک کی پابندی کرائی کہ یہ پہلا حج ہے اس لئے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ مطلب یہ ہے کہ تعلق دو طرفہ تھا حضرت بنوریؒ بھی آپ سے بہت محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔

حضرت بنوریؒ کے وصال کے بہت عرصہ بعد تک حضرت ڈاکٹر صاحب کی کیفیت یہ رہی جہاں حضرت بنوریؒ رحمہ اللہ کا تذکرہ آیا، آپ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ پاتے اور آپ پر گریہ طاری ہو جاتا، حضرت بنوریؒ کے واقعات بڑے شوق اور والہانہ انداز سے بیان کرتے تھے۔

## جامعہ علوم اسلامیہ سے تعلق:

پہلے تذکرہ آچکا ہے کہ نیوٹاؤن کی مسجد میں عربی کلاس پڑھانے کے دوران ہی مدرسہ عربیہ اسلامیہ (جامعہ علوم اسلامیہ) سے تعلق پیدا ہو چکا تھا، آپ کی خواہش اور بار بار کی درخواست پر موقوف علیہ اور دورہ حدیث کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے جامعہ میں داخلہ لیا اس دن سے آخر تک اسی ادارہ سے وابستہ رہے۔ درمیان میں بہت سی جگہوں سے پیش کش بھی ہوئی مگر آپ نے جامعہ کے علاوہ کسی دوسرے ادارے کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ آپ کا جامعہ سے تعلق ہی تھا کہ ابھی آپ تعلیم سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ کا بحیثیت مدرس تقرر ہو چکا تھا، مصر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے آپ جب تشریف لائے تو آپ کو جامعہ کا ناظم تعلیم مقرر کیا گیا۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے وصال کے بعد جامعہ کا نظم و نسق حضرت مفتی احمد الرحمٰن نے سنبھالا کیوں کہ حضرت نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اپنی نیابت کے لئے منتخب کر لیا تھا، اس وقت ایک سہ رکنی کمیٹی بھی بنائی گئی تھی جس کے سربراہ مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تھے اور مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ اس کے ممبر تھے۔ اس لئے مفتی احمد الرحمٰن کے انتقال کے بعد جامعہ کے اہتمام کے لئے حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب کو منتخب کیا گیا، ان دونوں حضرات نے جامعہ کو حضرت بنوری کے انداز میں آگے بڑھایا۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد تمام حضرات متفکر اور پریشان تھے کہ اس بار امانت کو اب کون اٹھائے گا تو سب کی نظریں حضرت ڈاکٹر صاحب پر مرکوز ہو گئیں کہ آپ ہی اس امانت کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب پاکستان میں موجود نہیں تھے، بلکہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لئے تھائی لینڈ گئے ہوئے تھے۔ مرکز اور شاخوں کے تمام اساتذہ اور احباب شوریٰ نے متفقہ طور پر آپ کا نام اہتمام کے لئے پیش کیا۔ بلکہ آپ کی غیر موجودگی میں اس کی منظوری دے دی۔ آپ سفر مختصر کر کے جلد واپس ہوئے، آپ کو جب پتہ چلا تو آپ نے صاف انکار کر دیا

کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا کسی اور کو یہ منصب دیا جائے میں ایک خادم کی حیثیت سے ہر طرح کا تعاون کروں گا۔ دیر تک اجلاس میں روتے رہے اور منع کرتے رہے، یہ صورت حال دیکھ کر مفتی نظام الدین صاحب نے کہا اگر آپ یہ منصب نہیں سنبھالتے تو پھر ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے ہم بھی اپنا بوریا بستر اٹھاتے ہیں اور کہیں اور چلے جاتے ہیں، اس پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے یہ ذمہ داری اس شرط پر قبول کی کہ تمام حضرات میرے لئے دعا بھی کریں گے اور میرے ساتھ تعاون بھی کریں گے۔ اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحب اپنے شیخ کی اس امانت کو سینے سے لگائے اس کی حفاظت اور اس کے انتظام میں مشغول ہوگئے اور اپنی تمام تر توانائیاں اس کے لئے صرف کردیں۔ جامعہ ہی ان کی تمام محنتوں، امنگوں اور خواہشات کا مرکز و ماویٰ رہا۔ جامعہ ان کے نزدیک ہر چیز پر فوقیت رکھتا تھا۔ جامعہ نے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی سربراہی میں خوب ترقی کی حالاں کہ اس دوران جامعہ کو بے شمار مصائب جھیلنے پڑے اور متعدد حادثات کا سامنا کرنا پڑا، یہ جامعہ کا ہی جگرا تھا کہ ان تمام مصائب کو برداشت کرگیا۔ اور اپنی پوری آن وشان کے ساتھ قائم ودائم رہا اگر کوئی اور ادارہ ہوتا تو نہ جانے اس کا کیا حال ہوتا۔ اس کے پیچھے ان اکابر کی محنتیں، ان کی فکر مندی اور ان کی آہ سحر گاہی کارفرما تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ۷/رجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۸/نومبر ۱۹۹۷ء کو جامعہ کا اہتمام سونپا گیا۔ اس اعتبار سے آپ کے اہتمام کی مدت ہجری حساب سے چوبیس سال چار ماہ اور عیسوی حساب سے تیئس سال ۷ ماہ بنتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت:

ختم نبوت کا عقیدہ دین کی اساس اور بنیاد ہے اس لئے روز اوّل سے امت مسلمہ نے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے، بلکہ اس کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں، جب بھی کسی سارق نبوت نے ختم نبوت میں نقب زنی کی کوشش کی امت مسلمہ نے اس کا تعاقب کیا اور اسے سرطان کی طرح جسد ملت سے کاٹ کر علیحدہ کردیا۔ جب قادیانی فتنہ اٹھا تو علماء نے اس کا بھی تعاقب کیا، خاص طور پر امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کے خاتمے کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا۔ یہی جذبہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کی طرف منتقل ہوا اور آپ نے بھی اپنے شیخ واستاد کی طرح اس فتنہ کا بھرپور مقابلہ کیا، آپ کی محنتیں اور کوششیں رنگ لائیں، آپ کی قیادت میں زور دار تحریک چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ تو حضرت بنوری رحمہ اللہ کا تربیت یافتہ سپاہی اس محاذ سے کیوں کر پیچھے رہ سکتا تھا، حضرت ڈاکٹر صاحب بھی ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوشاں رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ”ملتِ اسلامیہ کا موقف“ نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی جسے مفتی محمود صاحب نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب مصر میں تھے۔ چھٹیوں پر کراچی آئے تو حضرت کے حکم پر اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا، ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کی برکت سے چند دنوں میں اللہ نے اس کا ترجمہ بھی کرادیا اور وہ طبع ہو کر منظر عام پر آگئی۔ آپ نے حضرت بنوریؒ رحمہ اللہ کے ساتھ کئی ممالک کا دورہ کیا اور سینکڑوں نسخے اس کے اپنے ساتھ لے کر گئے۔ وہاں علماء میں یہ کتاب تقسیم کی اور اس طرح ان ممالک کے علماء خصوصاً وہ ممالک جہاں قادیانیوں نے اپنے مراکز قائم کر رکھے تھے وہاں کے علماء کو اس فتنہ سے آگاہ کیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے، حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی وفات کے بعد خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر بنایا اور یہ بھی فرمایا کہ ختم نبوت کی امانت جس گھر سے لی تھی اسی گھر میں لوٹا دی۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے انتقال کے بعد متفقہ طور پر باصرار آپ کو امیر منتخب کیا گیا جس کے لئے ڈاکٹر صاحب بالکل راضی نہیں تھے کہ میں بیمار ہوں، سفر نہیں کرسکتا میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا، مگر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے یہ کہا کہ حضرت والا صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے جہاں سے یہ امانت لی تھی انہی کے حوالے کردی تو حضرتؒ یہ امانت آپ کے سپرد کرکے گئے ہیں ڈاکٹر صاحب رو پڑے اور اسے اللہ کی طرف سے فیصلہ سمجھتے ہوئے اپنے شیخ اور استاد کی امانت کو سینے سے لگا لیا مگر ساتھ میں ایک ایک ممبر سے کہا کہ آپ میری دعاؤں کے ذریعہ مدد کرتے رہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ”موقف الأمة الاسلامية“ کے علاوہ حضرت مولانا محمد یوسف

لدھیانوی شہیدؒ کے تالیف کردہ کئی رسائل کا بھی عربی میں ترجمہ کیا۔ آپ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر سال انگلینڈ کا سفر کرتے تھے اور ایک ایک مسجد میں جاکر مسلمانوں کو ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرتے تھے اور برمنگھم کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت فرماتے تھے۔

سری لنکا میں قادیانیوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے تو وہاں کے علماء کی دعوت پر آپ کی سربراہی میں ایک وفد سری لنکا پہنچا، ایک ہفتہ آپ نے وہاں قیام کیا اور مختلف شہروں میں آپ کے بیانات ہوئے اور وہاں کے علماء، عوام الناس کو اس فتنہ سے آگاہ کیا۔

### وفاق المدارس العربیہ پاکستان:

وفاق المدارس کے قیام سے لے کر آج تک وفاق کے بنانے، اسے پروان چڑھانے میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا جو کردار اور حصہ ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اوّل دن سے وفاق سے وابستہ رہے، اور بالآخر وفاق کے صدر بھی منتخب کئے گئے۔

مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ نے باقاعدہ پورا امتحانی نظم مرتب کیا، آپ اس کے ناظم، ناظم اعلیٰ اور صدر کے عہدوں پر فائز رہے، مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ وفاق کے ناظم اعلیٰ رہے، حضرت مولانا حبیب اللہ مختارؒ کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب مجلس عاملہ کے رکن اور وفاق کے نائب صدر رہے، اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کو وفاق کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ کی وفات سے چند دن قبل آپ کو دوبارہ

## حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کے ہاتھ کی چائے

حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ

حضرت اقدس، محدث جلیل مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وصدر نشین وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی کچھ دن علالت کے بعد اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر راہی آخرت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی زیارت کا شرف تو کئی مواقع پر متعدد بار ہوا مگر ان سے ملاقات کی سعادت تین مرتبہ ہوئی۔ پہلی مرتبہ ۲۰۰۵ء میں جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی شیخ التفسیر والحدیث حضرت مفتی محمد زرولی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہم چند ساتھی دورۂ تفسیر قرآن مجید کے لئے حاضر ہوئے، درس تفسیر کے آغاز میں ابھی دو دن باقی تھے ہم نے سوچا ان دو دنوں میں کراچی کے مدارس دیکھ لیتے ہیں، لہٰذا جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ مہتمم جامعہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحبؒ اپنے دفتر میں تشریف فرما ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حال احوال دریافت فرمانے کے بعد اپنے ہاتھ سے ہمیں چائے پیش کی اور واپسی پر اپنی دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہم تینوں ساتھیوں کو تین عدد لفافے بھی عنایت فرمائے، جن میں پانچ پانچ سو روپے کے نوٹ تھے۔

جنوری ۲۰۲۰ء میں کراچی جانا ہوا تو سوچا جمعہ کی نماز جامعہ بنوری ٹاؤن میں ادا کی جائے، جامعہ کی مسجد پہنچا تو دیکھا کہ مناظر ختم نبوت حضرت مولانا استاذ اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم خطاب فرمارہے ہیں جو تحفظ ختم نبوت اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی خدمات جلیلہ کے موضوع پر تھا، نماز کے بعد جب استاذ جی سے مصافحہ کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے مسکراتے چہرے کے ساتھ اپنی گاڑی میں بیٹھنے کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ ابھی مہتمم جامعہ وامیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہونا ہے جو جامعہ کے احاطہ میں تھی۔ جب حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنی علالت کے باعث وہیل چیئر پر تشریف فرما تھے، جملہ حاضرین سے فرداً فرداً خیریت دریافت فرمائی اور اپنے ہاتھوں سے سب کو چائے اور بسکٹ پیش فرماتے رہے، آخر میں اس مبارک مجلس کا اختتام اپنی دعا سے فرمایا۔

تیسری اور آخری ملاقات ۲۰۲۱ء کے آغاز میں ہوئی، چند دنوں کے لئے کراچی جانا ہوا تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی محبت پھر جامعہ بنوری ٹاؤن کھینچ لائی، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس مرتبہ کیفیت ہی کچھ اور تھی، آپ وہیل چیئر پر تشریف فرما تھے، صرف مصافحہ کیا گفتگو نہ فرما سکے اور اشارے سے خادم سے چائے کا فرمایا، معلوم ہوا حضرت کافی علیل ہیں اور اس علالت کے باوجود بھی اپنے دفتر پابندی کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔

آج لاکھوں عشاق اور عقیدت مند بھی غمزدہ ہوں گے جنہیں ڈاکٹر صاحبؒ کے بابرکت ہاتھوں سے چائے نصیب ہوتی تھی اور انہیں ہاتھوں کو اٹھا کر وہ ڈھیروں دعائیں دیا کرتے تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

پانچ سال کی مدت کے لئے صدر منتخب کیا گیا۔ حالاں کہ آپ نے ایک خط کے ذریعہ آئندہ صدارت کے عہدے کے لئے معذرت کی تھی مگر اللہ کو بھی منظور نہیں تھا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو صدر منتخب کیا جائے۔

**اقرأ روضۃ الاطفال:**

دیگر اکابر و مشائخ کی طرح حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی بھی دعائیں، سرپرستی اور خصوصی توجہ ''اقرأ'' کو ہمیشہ حاصل رہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب اس ادارہ کو اپنا ادارہ سمجھتے تھے اور ادارہ کی رہنمائی وسرپرستی فرماتے تھے، ''اقرأ'' کے پروگراموں میں تشریف لاتے۔ ''اقرأ'' کی انتظامیہ نے اقرأ کے آغاز میں ہی چونکہ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کا صدر کسی بزرگ کو ہی بنایا جائے گا، اس لئے مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، سید نفیس الحسینیؒ اس کے صدر رہے۔ سید نفیس شاہ صاحبؒ کے بعد حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب کو باقاعدہ سرپرست اور مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کو ''اقرأ'' کا صدر بنایا گیا۔ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب ''اقرأ'' کے صدر رہے، ''اقرأ'' ان کی صدارت میں ترقی کے منازل طے کرتا رہا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ باقاعدہ اقرأ کے لئے دعاء کرتے تھے، اس کی بھرپور سرپرستی فرماتے تھے، اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے اور اقرأ کے پروگراموں میں کراچی اور دیگر شہروں میں تشریف لے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے مدارس اور دینی تنظیموں کی سرپرستی فرماتے رہے، خیر المدارس سمیت کئی مدارس کی شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔

علماء اور دینی تنظیموں کے ذمہ داران کے یہاں عقیدت واحترام سے دیکھے جاتے تھے۔ ان سب کا اعتماد آپ کو حاصل تھا جس کی واضح مثال جب مجلس علماء قائم کی گئی جس میں علماء حق کے تمام ذمہ داران شامل تھے ان سب کی نگاہ انتخاب حضرت ڈاکٹر صاحب کی ہی طرف اٹھی کیوں کہ آپ غیر متنازعہ شخصیت تھے اور سب کو آپ پر اعتماد تھا۔

(جاری ہے)

## حکیم محمد عبداللہ دین پوریؒ کی وفات

خان پور کے مولانا عظیم بخشؒ ہوتے تھے جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ اللہ پاک نے انہیں آٹھ بیٹے عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک معروف نام مولانا مفتی عبدالمجید دین پوریؒ ہے جو چند سال پہلے کراچی میں شہید کردیے گئے۔

مولانا مفتی عبدالمجید دین پوریؒ کے ایک بھائی مولوی حکیم محمد عبداللہ تھے، جنہوں نے ابتدائی دینی تعلیم دین پور شریف کے مدرسہ سے حاصل کی۔ غالباً درجہ رابعہ تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد محترم مولانا عظیم بخشؒ فاضل طب وجراح تھے، دارالعلوم دیوبند کے طبیہ کالج سے طب پر تعلیم مکمل کی۔ خان پور آنے کے بعد مطب بھی چلاتے رہے۔ مولوی محمد عبداللہ نے طب اپنے والد محترم سے سیکھی اور خان پور میں پنسار اور دواخانہ چلاتے رہے، بہت ہی صالح انسان تھے، ہر سال چناب نگر کانفرنس میں شرکت فرماتے اور مکمل کانفرنس جاگ کر سنتے۔

آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا سیف اللہ دین پوری سلمہ نے ملتان دفتر مرکزیہ میں ختم نبوت کا تین ماہ کا کورس بھی کیا۔ مرحوم نے ایک کمرہ میں خوبصورت لائبریری بھی قائم کی ہوئی تھی، جس میں قدیم وجدید کتب کو طریقہ وسلیقہ سے سجایا ہوا تھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اللہ پاک نے انہیں سینے میں ایسا دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا، جو دین اسلام کی حفاظت اور دینی علوم کی نشر و اشاعت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دھڑکتا تھا، کچھ عرصہ سے مرگی کے مریض چلے آرہے تھے۔ رمضان المبارک میں روزے بھی رکھے، شوال المکرم میں غنودگی سی رہنے لگی۔ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ ۲۷؍شوال المکرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۷؍جون ۲۰۲۱ء کو اس دارفانی سے رحلت فرما گئے اور آپ کی نماز جنازہ خان پور کے تبلیغی مرکز زکریا مسجد میں ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز لوگوں نے شرکت کی اور آپ کو دین پور شریف کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے اور ۶۳ سال کی مسنون عمر لے کر اس دنیا سے کوچ فرمایا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

## حضرت الاستاذ

# مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

مفتی سیّد عدنان کاکاخیل

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تری جدائی سے مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

آہ! وا حسرتا! علم و حکمت، اخلاق و مروت، شفقت و محبت، سخاوت و مرحمت، دریا دلی اور وسعت ظرفی غرض سب کا ہی گویا انتقال ہو گیا۔ استاذ العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر رحمہ اللہ عالم اسلام کو یتیم کر گئے۔

محبتوں، عقیدتوں اور دل بستگیوں کا مرکز.... جو ہمیشہ ہمارے پورے خاندان پر اپنا بزرگانہ سایہ شفقت دراز کئے رہے.... اگر مہر و محبت، دل نوازی و دلربا، شفقت و عنایت اور جود و سخا کسی انسانی شکل میں ہوتی تو انہیں کے پیکر میں ہوتی۔ بیک وقت عالم اسلام کے تین بڑے اداروں (وفاق المدارس العربیہ، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) کے سربراہ۔ والد مرحوم مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ کے سب سے قریبی و بے تکلف دوست و ساتھی اور میرے بخاری شریف کے استاذ۔

استاذنا المکرم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ پون صدی پر محیط ہمارے خاندان کے گونا گوں مراسم اور تہہ در تہہ تعلقات کی نوعیت ایسی ہے کہ اگر ایک پوری کتاب لکھی جائے تو صفحات کم پڑ جائیں گے۔ صدمہ کے عالم میں مصیبت یہ ہوتی ہے کہ قلم اٹھاؤ تو لفظ غائب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ مفہوم لوح دماغ پر جگمگا رہا ہوتا ہے۔ احباب کے پیہم تقاضوں کے باوجود اس وقت کوئی مربوط تحریر نہیں لکھ سکتا، بس چند جھلکیوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

۱:... کم و بیش پون صدی پر مشتمل ان مراسم کا آغاز ۱۹۵۵ء میں ہوتا ہے، جب دادا جان مولانا عبدالحق نافع گل کاکاخیلؒ (برادر خورد اسیر مالٹا مولانا عزیر گلؒ) مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن (جو اب جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کہلاتا ہے) میں بحیثیت اولین شیخ الحدیث تشریف لائے اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ان سے پہلے مشکوٰۃ اور پھر بخاری شریف پڑھی۔

۲:... ڈاکٹر صاحبؒ کی رسمی فراغت (۱۹۵۷ء) کے ایک سال بعد والد ماجد مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ کی بنوری ٹاؤن ہی سے (۱۹۵۸ء) میں فراغت ہوئی اور یہیں سے ان دونوں بائیس تیئیس سالہ نوجوان علماء، جو حضرت بنوریؒ کی آنکھ کا تارا اور ان کی امیدوں کا مرکز تھے، کے باہمی دوستانہ و برادرانہ مراسم کا آغاز ہوا۔

۳:... رسمی تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اور والد ماجدؒ دونوں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں مدرس مقرر ہو گئے۔

۴:... ۱۹۶۱ء میں دونوں حضرات اکٹھے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی) تشریف لے گئے اور یہ پاکستان سے جانے والے طلبا کا پہلا وفد تھا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تاسیس کے دوسرے سال پہلی دفعہ پاکستان سے چار ہی طلبا گئے تھے، جن میں ان دو حضرات کے علاوہ مولانا حسن جان شہیدؒ اور مولانا لطف اللہ عباسی مدنیؒ تھے۔

۵:... مدینہ یونیورسٹی میں چار سال اکٹھے ایک ہی کمرے میں گزار کر دونوں حضرات (یعنی والد صاحبؒ اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ) واپس جامعہ بنوری ٹاؤن آ گئے اور اپنے شیخ و مربی حضرت بنوریؒ کے زیر سایہ مصروف تدریس ہو گئے۔

۶:... صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے ایک متمول زمیندار اور بزرگوں سے وابستہ دینی شخصیت سردار اجمل خان لغاری صاحبؒ کے حضرت بنوریؒ کے توسط سے ڈاکٹر صاحب سے مراسم قائم ہوئے اور محبت و مودت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کے رشتہ کی بابت ڈاکٹر صاحب سے بات کی اور ڈاکٹر صاحب ہی کے مشورے سے والد صاحب کا رشتہ ان کے ہاں طے پایا۔

۷:... نانا جان سردار اجمل خان لغاری صاحبؒ نے حضرت بنوریؒ سے اپنی صاحبزادیوں کی عربی تعلیم میں معاونت چاہی تو حضرت بنوریؒ نے معاملہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے سپرد کیا۔اس طرح والدہ ماجدہ کی عربی تعلیم بذریعہ خط و کتابت حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے پاس شروع ہوئی۔

۸:... جب والد صاحب کا نکاح ہوا تو باراتیوں میں صرف حضرت ڈاکٹر صاحبؒ،ان کی اہلیہ اور دو سالہ صاحبزادی تھے۔ ہمیشہ فرماتے کہ تمہارے والد کی بارات میں دولہا کے علاوہ فقط ہم ڈھائی بندے گئے تھے۔

۹:... نکاح کے بعد والدہ ماجدہ رخصت ہو کر بنوری ٹاؤن آگئیں۔ والد ماجد کو وہی گھر ملا جس میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ تاوفات مقیم تھے۔ بس اتنا فرق تھا کہ یہ گھر اس وقت دو حصوں میں تقسیم تھا۔ایک میں والد صاحبؒ اور دوسرے میں مولانا محمد ادریس میرٹھی صاحبؒ مقیم تھے۔ والد صاحب کے ۱۹۷۵ء میں نائجیریا چلے جانے کے بعد ڈاکٹر صاحبؒ اس گھر میں تشریف لائے۔ حضرت میرٹھیؒ کے انتقال کے بعد دونوں گھروں کو ایک کردیا گیا اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے ساری عمر اپنے وسیع کنبے کے ساتھ ان تین چھوٹے چھوٹے کمروں میں گزار دی۔

۱۰:... ۱۹۹۹ء میں والد صاحب کا انتقال ہوا، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ آج بھی بیٹھک میں حضرت کا بچوں کی طرح بلک بلک کر رونا یاد آتا ہے۔ چھوٹی ہمشیرہ نے حضرت مجذوبؒ کے وہ اشعار جو انہوں نے حضرت تھانویؒ کی وفات پر کہے تھے، ایک پرچہ پر لکھ کر ڈاکٹر صاحب کو بھیج دیئے۔ غم کے اس موقع پر ان اشعار نے تو گویا قیامت ڈھادی۔ بار بار پڑھتے اور روتے جاتے:

کوئی مزہ مزہ نہیں، کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی، موت ہے زندگی نہیں

۱۱:... درجہ سادسہ کے لئے اس عاجز کا جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن جانا ہوا اور حضرت کی شفقتوں کا وہ مشاہدہ ہوا جس کا بیان دشوار ہے۔ غیر ملکی دار الاقامہ میں قیام کا بندوبست فرمایا اور ہر جمعہ کو دوپہر کا کھانا اپنے گھر اپنے ساتھ لازم فرمایا۔ درجہ سادسہ سے دورہ حدیث تک کے ان تین سالوں میں جب یہ ناچیز اس کھانے سے غیر حاضر رہا تو اپنے مخصوص مشفقانہ محبت بھرے انداز میں تنبیہ فرمائی۔

آہ! اب وہ باتیں یاد آتی ہیں تو آنکھوں میں جل تھل ہو جاتا ہے۔ فی الحال قلم کی ہمت جواب دے گئی ہے، لہٰذا ان مختصر نکات پر اکتفا کرتا ہوں۔

☆☆..............☆☆

## مالی معاملات میں احتیاط

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ تو رب کے حضور پیش ہوگئے ہیں۔کل تک جس مسند کے وہ امین تھے آج وہ بار اوروں کے سپرد کرکے اس بارگاہ میں چلے گئے جہاں ان کے لئے نعمتیں ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کی راحتیں۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور جنت کے بالا خانوں میں خوش خرم ہوں گے۔ حضرت والا کی زندگی اسلاف کا نمونہ تھی۔سوشل میڈیا پر ان سے متعلق سینکڑوں واقعات، ان کے شاگردوں کے آنکھوں دیکھے حالات اور متعلقین کے مشاہدات گردش کر رہے ہیں اور یہ سب اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ گزرنے والا غیر معمولی انسان تھا اور غیر معمولی صفات سے متصف تھا۔کئی امانتوں کے وہ امین تھے۔ بنوری ٹاؤن جیسے عبقری ادارہ کے مہتمم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور وفاق المدارس کے صدر الصدور۔ یہاں ان کے تقویٰ، ان کی للّٰہیت اور مال غیر میں احتیاط کا ایک واقعہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں جس سے ان کی طبیعت میں موجود صفات حسنہ کا پتہ چلتا ہے اور یہ واقعہ ان تمام مہتممین کے لئے مشعل راہ ہے جن کے پاس ادارے ہیں، درسگاہوں کے امین ہیں، چار دیواریوں کے مالکان ہیں اور دن رات امانتوں کے بوجھ ان کے ہاتھ سے ہو کر آگے جاتا ہے۔ حضرت کے ایک گن مین جو پندرہ سال تک ان کی صحبت میں رہے، سفر و حضر میں، علماء کی مجلس میں، دار الحدیث میں۔ آج آئے تو آبدیدہ تھے، کہہ رہے تھے حضرت کے جتنے احسانات ہیں مجھ پر شاید میرے والدین کے بھی نہ ہوں۔ ان کی صحبت سے دین آیا، دین کی محبت آئی اور اہم بات کہ رزق حلال کا شعور آیا۔ کہنے لگے حضرت مال غیر میں بسا اوقات اتنا احتیاط کرتے کہ حیرانی ہونے لگتی۔ ایک واقعہ سنایا کہ جامعہ میں ناریل کے درخت سے کچھ پکے ہوئے ناریل توڑے اور ایک طالب علم کو دے کر کہا کہ جائیں اور بازار میں اس کی مالیت معلوم کریں، بعد معلوم کرنے کے اتنی رقم دفتر میں جمع کرائی اور طالب کو کہا کہ رسید لے آئیے گا! کہنے کو ایک معمولی واقعہ ہے لیکن بغور دیکھنے سے ان کی زندگی کا نظم سامنے آجاتا ہے۔ کیا ہمارے اکثر اداروں میں اسی احتیاط کو پیش نظر رکھا جاتا ہے؟ دنیا کی بے ثباتی کے درس ہماری درسگاہوں سے زیادہ اور کہاں دیئے جاتے ہیں؟ وعظ و نصیحت کے کون سے اسباق ہیں جو ہم نے چھوڑے ہوں؟ بے ثباتی کے درس بھی بہت، وعظ و نصیحت کی مجالس بھی بہت کی اگر ہے تو عملی اقدام کی ہے۔

## مجسمہ شفقت، پیکر محبت

# حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد شفیع چترالی

وہی ہوا جس کا گزشتہ کئی روز سے دھڑکا لگا ہوا تھا۔ استاذ محترم، شیخ مکرم، مجسمہ شفقت، پیکر محبت حضرت علامہ ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب اپنے کروڑوں عقیدت مندوں اور لاکھوں بلا واسطہ اور بالواسطہ شاگردوں کو سوگوار بلکہ یتیم چھوڑ کر خلد آشیانی ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہنا تو ایک رسمی سا جملہ ہوگا کہ مرحوم بڑے اچھے انسان تھے اور ان کے جانے سے ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم آج ایک بہت بڑی خیر سے محروم ہوگئے ہیں اور اس دکھ، درد اور غم کا شاید اللہ کے سوا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا جو حضرت ڈاکٹر صاحب جیسی فرشتہ صفت شخصیت کی رحلت سے ان کے روئے انور کو قریب سے دیکھنے والے، شاگردوں اور متعلقین و متوسلین کو آج درپیش ہے۔ سو اللہ سے صبر وسلوان کی توفیق کی دعا والتجا ہے۔ ایسی ہی ہستیاں ہوتی ہیں جن کی زندگی بھی انسانیت کے لئے کوئی معنی رکھتی ہے اور موت بھی اور جن کے جانے پر ایک دنیا پکار اٹھتی ہے کہ ذھب الذین یعاش فی اکنافھم (وہ لوگ چلے گئے جن کے سائے میں جیا جاسکتا تھا)۔ ملک بھر کے دینی حلقوں میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے احترام اور ان کے عظمت کردار کے اعتراف کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ ابھی چند روز قبل جب حضرت ڈاکٹر صاحب بستر علالت پر تھے، پاکستان کے دینی مدارس کے سب سے بڑے بورڈ نے محض ان کے وجود مسعود سے وابستہ خیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں ایک بار پھر اپنا سربراہ منتخب کیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب ۱۹۳۵ء میں ضلع ایبٹ آباد کے گاؤں کوکل کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم ا سکندر خان بن زمان خان صوم وصلوٰۃ کے پابند اور علماء کے صحبت یافتہ تھے، بڑے وجیہ اور ذی فہم انسان تھے، ڈاکٹر صاحب نے گاؤں میں ہی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد میٹرک تک اسکول پڑھا، بعد ازاں دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، ہری پور میں دو مدرسے تھے۔ ایک دارالعلوم چوہڑ شریف، یہاں آپ نے دو سال تعلیم حاصل کی اور دو سال احمد المدارس اسکندر پور میں پڑھا۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے ۱۹۵۲ء میں کراچی تشریف لائے اور دارالعلوم کراچی (نانک واڑہ) میں داخلہ لیا۔ درجہ رابعہ سے سادسہ تک کی کتابیں آپ نے دارالعلوم نانک واڑہ میں پڑھیں۔

جس وقت ڈاکٹر صاحب دارالعلوم میں زیر تعلیم تھے، اسی دوران لیبیا اور مصر کی حکومت کے تعاون سے کراچی میں عربی سکھانے کے لئے مختلف جگہوں پر کورس شروع کرائے گئے تھے۔ ڈاکٹر امین مصری مرحوم اس کے نگران تھے، تربیتی کورس میں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ سارے شرکاء علماء اور اساتذہ تھے۔ ان علماء کو عربی پڑھانے کے لئے مختلف جگہوں پر تعینات کردیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو شیخ امین مصری نے نیوٹاؤن مسجد میں کلاس شروع کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ کلاس عصر کے بعد ہوتی تھی، کلاس سے فارغ ہوکر آپ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری کی مجلس میں حاضر ہوتے، اس طرح آپ کا مولانا بنوری سے وہ والہانہ تعلق قائم ہوا، جس کو ”نسبت اتحادی“ کی بہترین مثال سمجھا جاسکتا ہے۔ حضرت بنوری کو بھی عربی زبان وادب سے بچپن سے غیر معمولی شغف رہا تھا اور ان کی عربی دانی پر ان کے اساتذہ بھی ناز کیا کرتے تھے اور انہیں بھی اپنے دور میں عالم اسلام میں ہندوستانی علماء کی ترجمانی کا اعزاز حاصل تھا، جو ان سے ڈاکٹر صاحب کو ورثے میں ملا۔

حضرت بنوری نے عام مدارس سے ہٹ کر اپنے مدرسہ کا آغاز تکمیل کی کلاس یعنی تخصص سے کیا تھا، نچلے درجات کی کلاسیں نہیں تھیں، ڈاکٹر صاحب کی ہی درخواست پر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے موقوف علیہ اور دورہ کے درجات شروع کئے اور آپ ان دس ابتدائی طلبہ میں شامل تھے جن سے جامعہ میں درس نظامی کا آغاز ہوا۔ اس وقت سے آخری سانس تک ڈاکٹر صاحب جامعہ سے وابستہ رہے اور اپنے شیخ کے ادارے کو نہایت خوبصورتی سے چلایا۔

ڈاکٹر صاحب کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ بیک وقت عالم اسلام کے تین ممتاز ترین دینی اداروں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ازہر

مصر کے فاضل تھے۔۱۹۶۲ء میں آپ جامعہ سے چھٹی لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے فارغ ہوکر دوبارہ جامعہ میں تدریس شروع کردی۔ جامعہ ازہر میں آپ کے داخلے کا پس منظر یہ تھا کہ ایک مرتبہ مصر کی المجلس الاعلیٰ بشون الاسلامیہ کے رئیس پاکستان آئے، بنوری ٹاؤن بھی تشریف لائے، مدرسہ کا معاینہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے متکلم کے فرائض انجام دیے اور طلبہ واساتذہ کے اجتماع میں کلماتِ ترحیب اور خطبہ استقبالیہ بھی پیش کیا۔شیخ موصوف، جامعہ کی کارکردگی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے بھی بہت متاثر ہوئے اور اپنے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ میں مصر حکومت اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس جامعہ کے لئے چار طلبہ کو جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی میں داخلے کی منظوری دیتا ہوں، جن میں پہلا نام عبد الرزاق کا ہوگا۔ ان کی دعوت پر ۱۹۷۲ء میں حضرت بنوری خود حضرت ڈاکٹر صاحب کو مصر لے گئے اور شفیق باپ کی طرح آپ کا وہاں داخلہ کرواکر آئے۔ڈاکٹر صاحب نے چار سال وہاں تعلیم حاصل کی اور ”عبداللہ بن مسعود امام الفقہ العراق“ کے عنوان سے مقالہ تحریر فرمایا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرکے فروری ۱۹۷۷ء میں پاکستان واپس آئے اور جامعہ کے ناظم تعلیمات مقرر کیے گئے۔۱۹۹۷ء میں مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی شہادت کے سانحہ فاجعہ کے بعد اساتذہ جامعہ کے پرزور اصرار پر آپ نے جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری لینا قبول فرمائی اور آپ کے دور میں جامعہ بنوری ٹاؤن نے بے مثال ترقی کی۔ اس وقت ۱۵۰۰۰ کے قریب طلبا و طالبات جامعہ میں حصول علم میں مصروف ہیں۔ آپ کو اپنے شیخ حضرت بنوری سے والہانہ محبت تھی۔ آپ ”فناء فی الشیخ“ کا بہترین مصداق تھے۔ دوران زندگی سفر وحضر میں حضرت بنوری کی خدمت کرنا اور ہر وقت آپ کی مجلس میں حاضر رہنا، آپ کا معمول تھا اور حضرت بنوری کی وفات کے بعد سے تادم واپسیں جب بھی کوئی مجلس ہوتی ہے، حضرت کا تذکرہ ضرور کرتے اور جب بھی حضرت کا تذکرہ کرتے، بے اختیار آبدیدہ ہوجاتے۔

میرے دل وارفتہ حیرت کو ہے اب تک
اس نازش صد ناز کی ایک ایک ادا یاد

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی اس بے پناہ محبت اور ”نسبت اتحادی“ کا کرشمہ ہی ہے کہ جن جن اعلیٰ ترین دینی مناصب پر حضرت بنوری اپنی زندگی میں فائز رہے، ان میں سے ہر منصب نے رفتہ رفتہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی طرف کھینچا۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے اہتمام اور مسند بخاری سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی سربراہی تک ہر منصب پر حضرت بنوریؒ کی جانشینی کا اعزاز آپ کے حصے میں آیا۔ علاوہ ازیں آپ ۲۰ ہزار کے قریب دینی مدارس کے ساتھ ساتھ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے ملک گیر اسکول سسٹم کے دسیوں ہزار طلبا کے بھی باقاعدہ سرپرست تھے۔ پوری اسلامی دنیا میں آپ کے شاگردوں اور متوسلین کے زیر اہتمام چلنے والے ہزاروں ادارے اس پر مستزاد ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ متعدد بین الاقوامی اسلامی فوروموں کے بھی رکن رہے اور تقریباً نصف صدی سے عالم اسلام میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز حاصل کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے مسلسل تدریسی وانتظامی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں، ۱۵ سے زائد کتابیں اور رسالے آپ کے قلم سے نکلے۔ آج کے دور میں جو بھی طالب علم عربی انشاء کی تعلیم کا آغاز کرتا ہے، ڈاکٹر صاحب کی کتاب ”الطریقۃ العصریہ“ سے ہی آغاز کرتا ہے۔ قادیانی مسئلے سے متعلق ڈاکٹر صاحب کی کتاب ”موقف الامۃ الاسلامیہ“ نے عرب دنیا کو قادیانی فتنے سے آگاہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی اور سوانح پر یقیناً اہل قلم مختلف زاویوں سے روشنی ڈالیں گے۔ آج سے کوئی اکیس سال پہلے کی بات ہے، ہمارے دورہ حدیث کے سال ہمارے کچھ ساتھیوں نے تعلیمی سال کے اختتام پر اساتذہ اور کلاس کے ساتھیوں کے تعارف پر مشتمل ایک ڈائریکٹری مرتب کرنے کا فیصلہ کیا اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی زندگی سے متعلق کچھ لکھنے کی راقم کی ذمہ داری لگائی۔ لیکن یہ میرے لئے بڑا مشکل ٹاسک ثابت ہوا کیونکہ میں جب بھی حضرت سے اپنے کچھ سوانح عنایت کرنے کی درخواست کرتا، حضرت فرماتے: ”ارے بھائی کیا ہم اور کیا ہمارے حالات، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ......! بہت اصرار پر حضرت نے اپنے ریکارڈ سے ایک پرانی تحریر نکال کر عنایت فرمائی جو کسی عربی جریدے کے سوالنامے کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ یہی وہ فنائیت، عاجزی اور بے نفسی تھی جس نے حضرت

(باقی صفحہ 18 پر)

# مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی یاد

مولانا بدرالحسن القاسمی

کئی دنوں سے یہ خبر آرہی تھی کہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی حالت تشویش ناک ہے، اس کے بعد ان کی رحلت کی افسوسناک اطلاع کے آنے کا ہی خدشہ تھا جو قدرت کے فیصلہ کے مطابق واقع ہوکر ہی رہا۔

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے اور ان کی قسمت میں ان کی گدی کی وراثت بھی تھی۔ خاص طور پر مولانا حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت کے بعد ان کی شخصیت ہی جامعہ کے امور کی دیکھ بھال کے لئے تنہا رہ گئی تھی۔

مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۸۰ء میں لیبیا کے دارالحکومت طرابلس میں ہوئی تھی۔ یہ کرنل معمر القذافی کے اقتدار کا زمانہ تھا۔ پورے ملک کی سرکاری عمارتوں پر ’’الکتاب الاخضر‘‘ کی عبارتوں:

شرکاء لااجراء. من تحزب خان؛

الثورة لاتأتی فی القرن الامرة واحدة۔

’’الثروة والسلاح بيدالشعب‘‘

وغیرہ کو پروپیگنڈا کے انداز پر لکھا گیا تھا۔ ہوٹل، بینک سرکاری آفسوں کی عمارتیں سب ہی انہیں نعروں کا بورڈ نظر آتی تھیں۔

ہم دونوں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے بلائے گئے تھے۔ وہاں کا تاریخی کیلنڈر بیس سال پیچھے کردیا گیا تھا۔ ہجرت کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سال کا آغاز قذافی صاحب کی جدت تھی۔

انکار حدیث کا دور دورہ تھا۔ البتہ قرآنی حلقات کو خوب فروغ حاصل تھا۔ لیبیا کا نام بھی اس زمانہ میں: ’’الجماهيرية العربية اللبة الشعبة الاشتراكة العظمة‘‘ لکھا جاتا تھا۔

شرکائے کانفرنس میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہی میرے لئے ذہن و مزاج اور فکر و عقیدہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب تھے گو کہ میں عمر میں ان سے چھوٹا تھا اور وہ مجھ سے بیس سال بڑے تھے۔ لیکن ہمارے درمیان بے تکلفی کے تعلقات قائم ہوگئے اور اتنی ہم آہنگی پیدا ہوگئی تھی کہ ہم دونوں ساتھ رہے اور ساتھ ہی اردن کے راستے سے کراچی ہوتے ہوئے واپس لوٹے۔

عبدالرزاق اسکندر صاحبؒ کے علمی ذوق اور وقت کے انضباط کا یہ حال تھا کہ وہ ہوائی جہاز میں بھی اپنا علمی مشغلہ جاری رکھتے تھے۔ ان دنوں وہ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی مشہور کتاب ’’تدوین حدیث‘‘ کا عربی زبان میں ترجمہ کر رہے تھے، جسے پچیس تیس سال بعد اپنے عراقی محقق دوست ڈاکٹر بشار عواد معروف کے مقدمہ کے ساتھ شائع کیا گو کہ اس مقدمہ میں بعض باتیں تحقیق طلب ہیں۔

کتاب کا ایک نسخہ مسجد نبوی میں ایک ملاقات کے دوران مولانا نے بطور ہدیہ عنایت فرمایا۔ ہدیہ کے لئے عطر کی شیشیاں بھی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی تھیں۔

اردن میں ساتھ ہی ہم لوگوں نے اصحاب کہف کے آثار کی زیارت کی تھی۔ حسان تیسیر ظبیان بھی محبت سے ملے۔ ان کے والد کی اصحاب کہف کے بارے میں کتاب معروف ہے وہ خود مجلۃ الشریعہ کے ایڈیٹر تھے اور مجھے لیبیا سے محفوظ نکل آنے پر خوشی کا اظہار کررہے تھے۔

رابطہ عالم اسلامی کے مقامی آفس کے ذمہ دار منصور الحیاری نے بھی ہم لوگوں کی بھرپور تکریم کی۔

ارادہ تو عمرہ کرتے ہوئے کراچی جانے کا تھا لیکن جدہ ایئرپورٹ پر اس کی سہولت نہ مل سکی اور ہم احرام باندھے لوگوں کو دیکھتے رہے اور اندرونی کیفیت یہ تھی کہ:

خیال وصل کو اب آرزو جھولے جھلاتی ہے
قریب آنا دل مایوس کا پھر دور ہو جانا

کراچی میں ہم انہیں کے مہمان رہے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی زیارت اور اپنی محبوب شخصیت محدث اعظم علوم انور شاہ کشمیریؒ

کے شارح وترجمان کی قبر پر حاضری کا موقع ملا۔ مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہیں دارالعلوم کراچی میں حاضری حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کی خاص عنایتیں حاصل رہیں اوران کی معیت میں حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب کی مبارک مجلسوں میں شرکت کی بھی توفیق ہوئی۔ جس کی تاثیر کی لذت آج بھی اسی طرح محسوس ہوتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر سے اس کے بعد ایک کانفرنس میں ملاقات ہوئی، جب وہ وہیل چیئر پر تھے اور ان کے صاحبزادے سعید ان کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔

ایک اور ملاقات ریاض میں ہوئی، جب کہ ہم دونوں امیر ترکی الفیصل کی دعوت پر ایک بڑے ہی اہم ترین پروگرام میں شریک تھے۔ عنوان تھا:''قیم الصراع فی عصر العولمۃ'' اس سمینار میں امریکن اسکالرز بھی شریک تھے۔

شاہزادہ ترکی الفیصل خود شریک تھے اور اس کا انتظام مرکز الملک فیصل للدراسات الاسلامیہ جوان کی ہی نگرانی میں کام کرتا ہے اس کی طرف سے کیا گیا تھا۔ میں نے ''اسلام کے اصول جنگ'' پر تفصیلی مقالہ لکھا تھا اوران اصولوں کی برتری تمام دوسرے قوانین پر ثابت کرنے کی کوشش کی تھی جو بحمد اللہ بے حد کامیاب رہی۔ جنگ عظیم اول وثانی کے نقصانات اور بے مقصد جنگوں کی تباہ کاری پر روشنی ڈالی تھی۔ ہیئت کبار العلماء کے رکن ڈاکٹر قیس آل مبارک نے اس کا بھرپور تجزیہ کیا تھا اور مفتی لبنان اور خود امیر ترکی الفیصل نے اس کی تعریف کی تھی۔

ان دنوں میرا بلڈ پریشر بھی کنٹرول میں نہیں تھا اور مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب تو وہیل چیئر پر تھے ہی۔ انہوں نے مجھے ایک سندھی عالم کی دعا سکھلائی تھی جو دل کے مریضوں کے لئے مفید ہے کہ ہر نماز کے بعد دل پر ہاتھ رکھ کر ''یاقوی القادر المقتدر قوتی وقلبی'' سات بار پڑھی جائے۔

پھر ہم سب مدینہ طیبہ گئے، مدینہ کے گورنر امیر فیصل بن سلمان نے خاص اہتمام کیا۔ روضہ اقدس میں بھی جگہ مخصوص کر کے اطمینان سے عبادت کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔

مدینہ یونیورسٹی کے ابنائے قدیم میں ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کی تکریم کی گئی۔

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ایک طرف علامہ بنوری کے شاگرد اور فیض یافتہ تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے مدینہ یونیورسٹی میں بھی تعلیم حاصل کی تھی اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری جامع ازہر مصر سے لی اور ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''فقہ عبداللہ بن مسعودؓ'' کے موضوع پر لکھا تھا جو غالباً کتابی شکل میں شائع ہوگیا ہے۔

مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبؒ نے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے افکار ونظریات پر جو تنقیدیں کی ہیں، ان کو عربی زبان میں مولانا عبدالرزاق اسکندر نے ہی منتقل کیا تھا جو ایک کتابچہ کی صورت میں شائع شدہ ہیں۔

اس وقت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کا شمار پاکستان کے چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا، وہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث، وفاق المدارس الاسلامیہ کے صدر، مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ اور متعدد علمی ودینی اداروں کے نگراں اور سرپرست تھے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ کے انتقال کے بعد ان کا انتخاب وفاق کی سربراہی کے لئے کیا گیا تھا۔ آج وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور ایک بڑا خلا چھوڑ گئے۔

ان کی پیدائش ۱۹۳۵ء کی تھی اور آج ۳۰؍جون ۲۰۲۱ء کو انتقال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں فردوس بریں میں جگہ دے اور اعمال کو قبولیت سے نوازے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

**بقیہ:...... مجسمہ شفقت، پیکر محبت.....**

استاذ گرامی کو اندرون وبیرون ملک بے مثال محبوبیت عطا کی۔ ڈاکٹر صاحب کی شفقت، مہربانی، کرم نوازی اور تواضع وانکساری کے بیان کے لئے شاید یہ بات ہی کافی ہوگی کہ ایک دور میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاون میں عبدالرزاق نامی کئی اساتذہ ہوتے تھے تو ان میں ڈاکٹر صاحب کی عرفیت ''میٹھے عبدالرزاق'' کی ہوتی تھی ڈاکٹر صاحب میں بہت خوبیاں تھیں تاہم ان کی سب سے نمایاں خوبی ان کی مثبت سوچ، شفیقانہ مزاج اور فکری اعتدال تھا۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو کبھی کسی فرد، مسلک، فرقے کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے نہیں دیکھا۔ ان کا زیادہ سے زیادہ غصہ ''اللہ کے بندے!'' کے نیم فقرے پر مبنی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی کامل مغفرت فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

یادگارِ اسلاف

# حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

ابومعاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی

ہفتہ بھر قبل سوشل میڈیا پر یہ خبر گردش میں تھی کہ یادگار علامہ یوسف بنوریؒ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب (مدظلہ) کی طبیعت علیل ہے ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے لئے دل سے دعا نکلی، کیونکہ آپ پاکستان میں یادگار اسلاف ہیں، نیز اس فدوی کو آں حضور سے ایک بہت ہی اعلیٰ نسبت ''اجازت حدیث'' حاصل ہے۔

گزشتہ دنوں (۱۸ رذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ، مطابق ۳۰ رجون ۲۰۲۱ء) بعد نماز ظہر یہ خبر آئی کہ پاکستان کے بزرگ عالم دین، ایک درجن سے زائد عربی و اردو کتابوں کے مصنف، وفاق المدارس پاکستان کے صدر، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ مسافران آخرت میں شامل ہوگئے: ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ان اللّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیئی عند باجل مسماۃ فلتصبر ولتحتسب۔'' حضرت ڈاکٹر صاحبؒ جن کو اب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

الحمدللہ! حضرت والا کو قریب سے دیکھنے اور ملاقات کی شرف حاصل ہے ۲۰۱۴ء میں احقر دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ اس سال جمعیۃ علماء ہند (الف) کی دعوت پر پاکستان سے علماء کرام کا ایک وفد آیا تھا، جس میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی شریک ہی نہ تھے بلکہ آپ رہبروں میں سے تھے جیسا کہ حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب دامت برکاتہم (رئیس و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ شجاع آباد، پاکستان) اپنے سفرنامہ ہند میں لکھتے ہیں: ''اپریل ۲۰۱۴ء میں جمعیۃ علماء ہند کی دعوت پر پاکستان کے ممتاز علماء کرام کا ایک نمائندہ وفد ہندوستان گیا، وفد کی قیادت حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، محدث العصر حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرمارہے تھے۔'' (آباء کے دیس میں:10)

مذکورہ بالا تین عظیم ہستیوں میں سے دو پہلے ہی رخصت ہوگئے، تیسری شخصیت بھی اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ اس سفر میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ مسجد رشید کے تہ خانہ (عارضی دارالحدیث) میں بھی تشریف لائے تھے، حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری قدس سرہ (سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین: دارالعلوم دیوبند) کا درس ہورہا تھا، مفتی صاحب نوراللہ مرقدہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو اپنے پہلو میں بڑے اکرام سے بیٹھایا اور بلند تعارفی کلمات بھی ارشاد فرمائے، وہ وقت بھی قابل دید تھی کہ مسند حدیث پر ہندو پاک کے دو جلیل القدر آفتاب و ماہتاب شیخ الحدیث ایک ساتھ جلوہ افروز تھے۔ بخاری شریف میں جب یہ حدیث آئی: ''لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال لا ومئذ سبعۃ ابواب علیل باب ملاں۔'' (۱۸۷۹)

دجال قرب قیامت کے آخر میں مدینہ منورہ کی جانب رخ کرے گا اور احد پہاڑی کے پیچھے شوریدہ جگہ میں پڑاؤ ڈالے گا، تو حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحبؒ نے فرمایا: ''حضرت مفتی صاحبؒ! آج اسی شوریدہ جگہ پر مدینہ ائیر پورٹ واقع ہے، یہ سن کر حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری قدس سرہ نے تفریحاً فرمایا ہاں! دجال ہوائی جہاز سے وہیں اترے گا اس لئے پہلے ہی ائیر پورٹ بنادیا گیا ہے۔'' آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ تمام شرکاء دورۂ حدیث طلبا کو اپنی طرف سے اجازت حدیث مرحمت فرمائی، ان طلبا میں یہ ناچیز بھی شامل ہے۔ فللّٰہ الحمد ولہ الشکر. حضرت مفتی صاحبؒ کی تاریخ ولادت ۱۹۳۵ء ہے، ۱۹۵۶ء میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں درس نظامیہ کی تکمیل کی، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ تشریف لے گئے، پھر وہاں سے جامعہ ازہر مصر گئے اور وہاں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، تکمیل علوم کے بعد، معاً اپنے مادر علمی ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ'' علامہ بنوری ٹاؤن میں ہی درس و تدریس سے منسلک ہوگئے اور اپنی پوری زندگی اپنے استاذ کے قائم کردہ ادارہ کے لئے وقف کر دی، اللہ تعالیٰ: ''حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے تمام اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کو جنت کا مکین بنائے۔'' (آمین) ☆☆

# ”اندازِ بیاں اور“

## حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے مواعظ سے چند اقتباسات

مولانا محمد قاسم، کراچی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کے لئے دو طرح کی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں: لکھنے کی صلاحیت اور بولنے کی صلاحیت۔ ان دونوں کا تذکرہ قرآن کریم میں ملتا ہے۔ ”اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ“ (العلق:۴) ”جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی“ اور ”عَلَّمَهُ الْبَیَانَ“ (الرحمٰن:۴) ”اسی نے اس (انسان) کو بولنا سکھایا۔“ چنانچہ انسان زمانہ قدیم سے ان دونوں صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دل و دماغ کی باتیں سامنے لاتا رہا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتابیں، صحیفے والہامات اپنے بیان ہی کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے ہیں۔ وارثین انبیاء ”علمائے کرام“ نے ہر دور میں اپنی تحریر اور تقریر کو امت کی اصلاح وارشاد کے لئے استعمال کیا ہے۔ اسی طبقہ اہل علم میں سے ایک فرد فرید ہمارے استاذ محترم حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نوراللہ مرقدہ ہیں، جنہیں قدرت حق نے لکھنے کی عمدہ صلاحیت کے ساتھ ساتھ بیان کرنے کی اعلیٰ خوبی سے بھی نوازا تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ علم و عمل کی دولت سے مالا مال تھے، اسی لئے آپ کے مواعظ، خطبات اور بیانات پُر اثر اور متاثر کن ہوا کرتے تھے۔ آپ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن جیسی عظیم علمی درسگاہ، جامعہ ازہر مصر اور مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ سے تحصیل علم اور اپنے وقت کے کبار علماء کی صحبتوں سے مستفید ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ فصیح و بلیغ عربی بولنے اور لکھنے پر قادر تھے۔ کئی اردو کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا اور کئی مجالس میں اہل عرب کے سامنے ترجمانی کی، علمی حلقوں میں آپ کی خوبیوں کے اہل علم خوب قدر دان تھے، مگر آپ جب عوام الناس کے سامنے محوِ گفتگو ہوتے تو انتہائی سادہ اور آسان انداز میں بیان فرماتے اور عموماً اصلاحی و معاشرتی مسائل کو موضوع سخن بناتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ آپ عوام کے ایمان و عقائد کی درستی پر بھی زور دیا کرتے تھے۔ سادہ اور سلیس انداز بیان کے باوجود آپ کا انداز دلنشین ہوتا تھا اور لوگوں کے دلوں کو عمل کی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے زمانہ میں اچھے اچھے مقرر اور خطیب گزرے ہیں، مگر آپؒ بقول مرزا اسداللہ خان غالب مرحوم:

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

منفرد لب و لہجے کے مالک تھے۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس وشیخ الحدیث، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے سربراہ، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ ہونے کی حیثیت سے آپ اندرون و بیرون ممالک بہت سے اجتماعات میں بیانات فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے کئی بیانات و مواعظ تحریری شکل میں سامنے آئے اور مختلف رسائل و جرائد کی زینت بنے ہیں، جبکہ ایک معتد بہ حصہ ایسا بھی ہے جو ابھی تک صفحۂ قرطاس پر منتقل نہیں ہوسکا، البتہ آپ کے یہ دروس و مواعظ انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ انہی میں سے کچھ مواعظ و خطبات کے اقتباسات ”مشتے نمونے از خروارے“ کے طور پر پیش کئے جارہے ہیں:

### حدیث وسنت میں فرق:

جمعیت علمائے برطانیہ کے زیر اہتمام ”توحید وسنت کانفرنس“ سے خطاب میں آپ نے فرمایا:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے کہ کامیابی چاہتے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلو۔ سنت کے معنی یہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”میری سنت کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے خلفاء کی۔“

سنت کے معنی ہوتے ہیں: سیدھا راستہ، کھلا راستہ۔ جس پر انسان چلتا ہے۔ یاد رکھئے! ایک ہے حدیث، ایک ہے سنت۔ ہر سنت حدیث ہے، ہر حدیث سنت نہیں ہے۔ میں مثال سے سمجھاتا ہوں، جب وضو کا حکم ہوا تو صحابہ کرامؓ کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہر عضو کو ایک ایک دفعہ دھویا، ایک بار کلی کی، ناک میں ایک بار پانی ڈالا، ایک بار منہ دھویا الخ.... فرمایا: وضو کی یہ وہ مقدار ہے جس سے کم میں وضو نہیں ہوتا اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اسی طرح پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ہر ہر عضو کو دو دفعہ

دھویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتادیا کہ یہ حدیث ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے پاس تھوڑا سا پانی ہے تو آپ اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھولیں یا اتنا ہے کہ دو دفعہ دھو سکتے ہیں تو دو دفعہ دھولیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ وضو میں اعضاء کو تین تین دفعہ دھویا۔ ہاتھ تین بار دھوئے، کلی تین دفعہ کی، ناک میں..... الخ۔ یہ ہے سنت۔ ایک دو دفعہ دھونا حدیث ہے۔ تین بار دھونا سنت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل دین لے کر آئے ہیں۔ ایک کافر نے مسلمان پر اعتراض کیا کہ تم عجیب لوگ ہو، تمہارے پیغمبر تمہیں ہر چیز سکھاتے ہیں، یہاں تک کہ استنجے کا طریقہ بھی... تو انہوں نے بڑے فخر سے کہا کہ ہاں! یہ تو کمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے چھوٹا عمل اور بڑے سے بڑا عمل ہمیں بتاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے بمنزلہ باپ ہوں۔ اب باپ چھوٹے بچے کو سب کچھ سکھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجا کرو تو بایاں ہاتھ استعمال کرو، دایاں نہیں اور استنجے کی صورت میں قبلے کی طرف نہ تمہارا منہ ہو اور نہ تمہاری پیٹھ ہو۔

اسی طرح عمل کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر آپ پیشاب کرتے تھے۔ یہ سنت ہے، لیکن مجبوری کی بنا پر ایک آدھ دفعہ آپ نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بستی میں تشریف لے گئے، آپ کو پیشاب کا تقاضا ہوا، آپ باہر نکلے تو وہاں اس بستی کے کوڑا کرکٹ اور گندگی کا ایک ڈھیر تھا، یہاں بیٹھنا مشکل تھا۔ آپ نے ایک اوٹ میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ یہ حدیث ہے، سنت نہیں ہے۔ گویا امت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے وقت یہ بھی ایک طریقہ بتادیا۔ بعض دفعہ انسان مجبور ہوتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایئرپورٹوں کے اوپر پیشاب کے لئے دیوار کے اندر جگہیں بنی ہوتی ہیں۔ اب آپ کیا کریں گے؟ وہاں بیٹھیں گے تو نہیں نا، آپ کھڑے ہو کر کر سکتے ہیں۔ لیکن عام حالات کے اندر جہاں آپ کو اختیار ہے، آپ کو بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ اسی لئے سنت اور حدیث کو سمجھنے کے لئے عقل چاہئے۔

بعض لوگوں کے ہاں عقل استعمال نہیں ہوتی۔ میں ایک رسالہ پڑھ رہا تھا، ایک مولانا بیان کر رہے تھے، غالباً کینیڈا کا، وہاں ایک صاحب درس دے رہے ہیں اور یہی حدیث آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بستی میں تشریف لے گئے اور وہاں کھڑے ہو کر آپ نے پیشاب کیا، اب وہ کہتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت ہے (نعوذ باللہ) یہاں سنت کہاں سے آئی؟ یہ عقل کی کمی ہے، فقاہت کی کمی ہے۔ خیر! وہاں پڑھے لکھے لوگ بیٹھے تھے، ان میں سے ایک کھڑا ہوا، اس نے کہا: مولانا صاحب! یہ سنت صرف مردوں کے لئے ہے یا عورتوں کے لئے بھی ہے؟ وہ شرمندہ ہو گیا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک ہے سنت، ایک ہے حدیث۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **علیکم بسنتی** ..... اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں: اہل السنۃ والجماعۃ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: **علیکم بحدیثی**۔

آپ علماء سے سنتے ہوں گے کہ ابتدا میں نماز کے اندر بولنا، سلام کا جواب دینا جائز تھا۔ جماعت کھڑی ہے، آپ آرہے ہیں اور پوچھیں کہ بھئی کتنی رکعتیں ہوگئی ہیں؟ وہ کہتا ہے: دو ہوگئی ہیں۔ اب اس نے دو پڑھیں اور ساتھ شامل ہوگیا۔ یا آیا اور کہا: السلام علیکم! اب وہ جواب دے: وعلیکم السلام۔ لیکن بعد میں یہ منسوخ ہوگیا، جب آیت اتری: ’’**قوموا للّٰہ قانتین**‘‘ اللہ کے لئے خاموش ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ تو صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ: ’’**نھینا عن الکلام وامرنا بالسکوت**۔‘‘ ہمیں کلام اور سلام سے روک دیا گیا اور خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ اب یہ حدیثیں جن میں سلام کا ذکر ہے، جن میں کلام کا ذکر ہے، منسوخ ہوگئی ہیں۔ یہ حدیث تو ہے، سنت نہیں ہے۔ سنت اب یہ ہے کہ نماز کے اندر خاموش رہنا، کلام نہیں کرنا، سلام کا جواب نہیں دینا، لیکن بعض سرپھرے ایسے بھی ہیں کہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے، بیت اللہ شریف میں عمرہ کے لئے اللہ نے ہمیں پہنچایا، ہم جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، میرے ساتھ ایک عرب کھڑا تھا، اچانک اس کا موبائل بجنے لگا، اس نے جیب سے موبائل نکالا اور کان سے لگا کر کہا: **انا فی الصلاۃ**۔ یعنی میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ تو یہ یاد رکھئے کہ کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، چاہے آپ سلام کا جواب دیں، آپ کی نماز فاسد ہوگئی۔ لیکن اب اس کو کون سمجھائے، جھگڑا کرے کہ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو پہلے حدیثیں منسوخ ہوگئیں، وہ حدیث تو ہے سنت نہیں ہے، سنت اب یہ ہے کہ خاموش ہو کر کھڑے ہو جاؤ‘‘

(جاری ہے)

# احکامِ عید الاضحیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

## عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں' ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔(ترمذی وابن ماجہ)

قرآن مجید کی سورۂ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے' وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں' خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

## تکبیر تشریق:

"اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد."

عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد آواز بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے' فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں' اسی طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے' البتہ عورت آواز بلند تکبیر نہ کہے۔(شامی)

## تنبیہ:

اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے' بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں' پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں' اس کی اصلاح ضروری ہے۔

## اعمال مسنونہ:

عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

"صبح کو سویرے اٹھنا' غسل و مسواک کرنا' پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا' خوشبو لگانا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا' عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر تشریق آواز بلند کہنا۔"

## قربانی:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے' زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا' مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے' اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے' بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ کوثر "انا اعطینک الکوثر" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی' قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے "فصل لربک وانحر" کا یہی مفہوم ہے' دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے:"ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین."(تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا' ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔(ترمذی)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ کے لئے مخصوص نہیں' ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے' اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے' اسی لئے جمہور اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔(شامی)

## قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل' بالغ' مقیم پر واجب ہوتی ہے' جس کی مِلک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو' یہ مال خواہ سونا' چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔(شامی)

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں' بچہ اور مجنون کی مِلک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے

ولی پر قربانی واجب نہیں‘ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ (شامی)

**قربانی کے دن:**

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے‘ دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں‘ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں‘ گیارہویں‘ بارہویں تاریخیں ہیں‘ اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے‘ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

**قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات:**

اگر قربانی کے دن گزر گئے‘ ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا‘ ہمیشہ گناہگار رہے گا‘ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے‘ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی‘ زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا‘ ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی‘ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہ کرامؓ اس پر شاہد ہیں۔

**قربانی کا وقت:**

جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں‘ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں‘ یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں‘ ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ (شامی)

## عید کے روز اعمال مسنونہ

**عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں: ”صبح کو سویرے اٹھنا‘ غسل ومسواک کرنا‘ پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا‘ خوشبو لگانا‘ عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا‘ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر تشریق آواز بلند کہنا۔“**

**قربانی کے جانور:**

بکرا‘ دنبہ‘ بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے‘ گائے‘ بیل‘ بھینس‘ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے‘ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو‘ کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا‘ بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے‘ بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے‘ گائے‘ بیل‘ بھینس دو سال کی‘ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے‘ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی درست ہے‘ ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اندھے‘ کانے‘ لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں‘ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی‘ درمختار)

اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا‘ پھر اس

میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار وغیرہ)

## قربانی کا مسنون طریقہ:

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے' اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کراسکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے' زبان سے کہنا ضروری نہیں' البتہ ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے' سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبہ قبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

"انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وَّمآ انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰه رب العلمین."

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اللّٰهم تقبله منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراهیم علیهما السلام."

## آداب قربانی:

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں' اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے' جب تک کہ پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔(بدائع)

## متفرق مسائل:

(شہر میں) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں' لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہوجاتی ہے۔(بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔(بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی' اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا' پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے' لیکن اس پر قربانی واجب نہ تھی' نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا' پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں' ہاں اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے' تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(بدائع)

## قربانی کا گوشت:

۱:...... جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے' اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

۲:...... افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے' ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے' ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۳:...... قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

۴:...... ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں' اُجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

## قربانی کی کھال:

۱:...... قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنالیا جائے' یا چڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنالیا جائے' یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں' بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدوں صدقہ کے بھی جائز نہیں۔(عالمگیری)

۲:...... قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں' اس لئے مسجد کے موذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

۳:...... مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلبا ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی' مگر مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں' (یہی مسئلہ دیگر دینی تنظیموں اور اداروں کے بارے میں بھی ہے)۔☆☆☆

# تحفظ ختم نبوت کانفرنس، کوئٹہ

مولانا محمد رضوان، کراچی

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ بلوچستان کے زیراہتمام مختلف مساجد میں خطبۂ جمعہ، دروس ختم نبوت اور ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ پروگراموں کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، راقم الحروف (مولانا محمد رضوان) کو مدعو کیا گیا۔

کوئٹہ کے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اویس اوران کے مخلص رفقاء کرام نے منظم شیڈول تیار کیا، شہر بھر میں اشتہارات، پینافلیکس، مساجد میں اعلانات کی ترتیب قائم کی گئی۔ چنانچہ شیڈول کے مطابق بروز جمعرات بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد پنجابی میں مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ مسلمان اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود آج بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں حساس نظر آتا ہے، جبکہ اسی روز بعد نماز ظہر جامع طوبیٰ مسجد میں راقم الحروف کا بیان ہوا، سامعین سے ’’عشق رسول اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر گفتگو ہوئی۔ بعد نماز عصر جامعہ ہاشمیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مفتی محمد ارشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اویس، مولانا عبدالرحمن امیر جمعیت علماء اسلام (کوئٹہ) مفتی محمد احمد، ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان، مولانا محمد ہاشم خشکی کے بیانات ہوئے۔

بروز جمعہ کوئٹہ جماعت کے مخلص ساتھی اور بزرگ حاجی نصراللہ نے تمام مہمان علماء کرام کے لئے اپنے گھر میں پُرتکلف ناشتہ کا اہتمام کیا۔

آج جمعۃ المبارک کے بیانات کی ترتیب اسی طرح بنائی گئی: شہری جامع مسجد عبدالستار روڈ میں مفتی محمد راشد مدنی نے جبکہ مولانا قاضی احسان احمد نے دو مساجد میں بیان کیا۔ پہلا بیان نورانی مسجد کانسی روڈ اور دوسرا بیان، قندہاری جامع مسجد میں ہوا۔ مولانا مدظلہ نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے تحفظِ ختم نبوت عبادت اور سعادت سمجھ کر کیا ہے اور اس مقدس اور مبارک مشن کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

راقم الحروف نے جمعہ کا خطبہ صفا مسجد پھول بازار میں دیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت بیان کی۔ بعد نماز جمعہ تمام حضرات علماء کرام کے اعزاز میں جماعت کے مخلص ساتھی بھائی گل بدین کی رہائش گاہ پر ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا، بعدازاں اس رہائش گاہ کے قریب ’’ختم نبوت چوک‘‘ کا افتتاح بھی کیا گیا۔

بروز ہفتہ مولانا قاضی احسان احمد کی قیادت میں قافلہ قلات کے لئے روانہ ہوا، تقریب ڈھائی گھنٹہ کا سفر طے کر کے قلات پہنچے۔

قلات ایک تاریخی شہر ہے اس کا قدیمی نام طوران، قیقان بتایا جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرات صحابہ کرامؓ یہاں تشریف لائے اور حضرت علیؓ کے حکم سے ایک مسجد تعمیر کی گئی جو آج بھی موجود ہے۔ قلات کی دیگر اہم خصوصیات سے بھی مقامی احباب نے آگاہ کیا، یہاں کے مدارس، حضرات علماء کرام کی خدمات، موسم کی بہاریں، پہاڑوں کی خوبصورتی مختلف پھلوں کے خوبصورت باغات، تاریخی مقامات، ملک وملت اور اسلام کی سربلندی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے والے سرفروشانِ اسلام کی قبریں ہیں۔ خان آف قلات میر احمد یار خانؒ کا عشق رسالت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا قصہ بھی زبان زد عام ہے، اپنے قارئین کے لئے وہ تاریخی واقعہ پیش خدمت ہے:

’’پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ بدقسمتی سے قادیانی تھا۔ وزارت کے منصب کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے زیادہ استعمال کرتا تھا، خود اہم منصب پر ہونے کی وجہ سے اپنے ماتحت لوگوں میں قادیانیت کا پرچار کرتا تھا۔ اسی سلسلہ میں ایک ملاقات خان آف قلات سے بھی کی۔ ظفراللہ قادیانی نے ملاقات کے دوران خان صاحب کو قادیانیت قبول کرنے کی ترغیب دی، خان صاحب بہت زیرک آدمی تھے، فرمانے لگے: ’’چوہدری صاحب! آپ چاہتے ہیں کہ میں قادیانیت قبول کرلوں؟‘‘ ظفراللہ فوراً بولا: جی ہاں! بس یہی چاہتا ہوں۔ اس پر خان صاحب نے عشق رسالت کے جذبے سے

سرشار ہوکر اور وزیر خارجہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا: ''ظفراللہ، سنو! اگر روضۂ اقدس سے میرے آقا ومولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں اور مجھے فرمائیں کہ ظفراللہ! صحیح کہہ رہا ہے تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی نہ مانوں گا اور دست بستہ عرض کروں گا یارسول اللہ! آپ میرے ایمان کا امتحان لے رہے ہیں؟ حقیقت وہی ہے جو آپ نے چودہ سو سال پہلے فرمادی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اللہ رب العزت نے خان آف قلات کو تمام تر مناصب اور عہدوں کے باوجود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حددرجہ سچا عشق نصیب فرمارکھا تھا۔''

بہرحال قلات تاریخی لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ بعد نماز عصر جامع مسجد اقصیٰ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس سے کوئٹہ کے مبلغ مولانا محمد اویس، گوادر کے مولانا محمد احمد بلوچ، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت میں کمزوری سارے دین کے لئے باعث خطرہ ہے۔ قادیانی مختلف حیلے بہانوں سے قادیانیت کا زہر سادہ لوح مسلمانوں میں منتقل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ قادیانی معیاری اور سستی اشیاء کا دھوکا دے کر ہمارے ایمان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اہل علاقہ سے اپیل ہے کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں۔

کانفرنس میں کثیر تعداد میں حضرات علماء کرام، عوام الناس نے شرکت کی۔ علماء کرام میں مولانا سیّد عتیق شاہ، مولانا فضل الرحمن شاہ، مولانا محمد طیب حیدری، مولانا اصدق اللہ لانگو، مولانا غلام اکبر ودیگر حضرات نے شرکت کی۔ بلوچستان کے اس سفر میں جن جماعتی احباب نے پروگراموں کی ترتیب قائم کی، ان میں حاجی خلیل، حاجی عمران، عتیق الرحمن ودیگر شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

## مولانا شجاع آبادی کے

# دعوتی وتبلیغی اسفار

**جامعہ نعیم ندیم میں بیان:** جامعہ کا سنگ بنیاد مرشدالموحدین حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجوی دامت برکاتہم نے ۲۰۱۱ء میں رکھا، جبکہ جامعہ کے بانی حاجی نعیم اختر مدظلہ ہیں، جنہوں نے اپنے زرکثیر سے ایک خوبصورت، وسیع وعریض ادارہ تعمیر کیا۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۴۰۰ طلبا ۱۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں علوم اسلامیہ کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سائیں علی حسن تمام نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد جامعہ کے طلبا واساتذہ کرام سے بیان کا موقع ملا۔ جامعہ کا نظم متاثر کن ہے، چھوٹے سے بڑے تک تمام طلبا کرام سر پر عمامہ سجائے ہوئے نظر آئے۔

**زیرتعمیر دفتر میں حاضری:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کا یونٹ متحرک وفعال یونٹ ہے۔ قاری عبدالقادر چاچڑ امیر، غلام شبیر شیخ ناظم اعلیٰ ہیں۔ اس یونٹ کے کرتا دھرتا حافظ عبدالغفار شیخ ہیں، جو چناب نگر کا کورس کرچکے ہیں، انہوں نے بتلایا کہ ہالیجی شریف درگاہ کے سجادہ نشین حضرت اقدس سائیں عبدالصمد ہالیجوی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری ہوئی اور آپ کو جماعتی کارگزاری سے آگاہ کیا۔ اس پر حضرت ہالیجوی دامت برکاتہم نے فرمایا: ''ان شاءاللہ العزیز! میں دفتر میں دعا کے لئے حاضر ہوں گا۔ ختم نبوت کے تحفظ کا کام تمام نیکیوں پر فضیلت رکھتا ہے۔''

جماعتی وفد نے سائیں کو بتلایا کہ ایک صاحب نے دفتر کی تعمیر کے لئے دس مرلہ سے زیادہ جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کے لئے وقف کی ہے۔ الحمدللہ! بنیادیں بھری جاچکی ہیں۔ اس پر حضرت نے مندرجہ بالا جملے فرمائے۔

حافظ عبیداللہ جتوئیؒ کا گزشتہ دنوں انتقال ہوا۔ ان کے فرزند راجہ احسان سے تعزیت کی۔ مولانا مفتی محمد فہیم سے ان کے والد محترم جناب عبدالغنی کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔ حاجی عرفان احمد آرائیں کی وفات پر ان کے فرزند مولانا توصیف احمد سے تعزیت کی۔ حاجی محمد نواز بھٹو مرحوم کے فرزندان گرامی مجیب الرحمن بھٹو وغیرہ سے تعزیت کی۔ ان تعزیتوں میں مولانا محمد حسین ناصر، حافظ عبدالغفار شیخ، محمد ایاز شیخ، محمد زمان انڈھڑ، غلام شبیر شیخ کی معیت حاصل رہی۔

۲۱ رجون ۲۰۲۱ء صبح کی نماز کے بعد راقم کا منورہ مسجد میں درس ہوا۔

مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے طلباء کرام اور عوام الناس کے لئے
خوشخبری
نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ
5 روزہ
تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس
بتاریخ
24 تا 28
جولائی
2021
بروز
ہفتہ تا بدھ
وقت
صبح 7 بجے تا نماز عصر
بمقام
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ کراچی
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
شیخ الحدیث
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
خطیب پاکستان
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا ✦ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی ✦ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے ✦ امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔
نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ وقلم ہمراہ لائیں
تمام اسباق ایس او پیز کے تحت پڑھائیں جائیں گے
آئیے مجاہدین ختم نبوت اور غلامان محمد ﷺ کی فہرست میں شمولیت اختیار کریں
اشاعت و نشر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
برائے رابطہ:
0332-2454681
www.khatm-e-nubuwwat.com
پشاوری پرنٹرز 0315-3796371 0331-3796371

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

## عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

# قُربانی کی کھالیں

# عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

## عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

- عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔
- جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔
- ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہوچکی ہیں۔
- عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔
- ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔
- اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔
- مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔
- پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔
- مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔
- انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ